سوانح
بہادر شیر کا ٹھگرڑھی



رانا عبدالرزّاق خان، لندن



بہادر شیر کاٹھگڑھی کی حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ
اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک یادگاری تصویر

سیرت سوانح ناصر احمد خاں بہادر شیر

مؤلفہ

رانا عبدالرزاق خان کاٹھ گڑھی ۔ لندن

نام کتاب: سیرت سوانح ناصر احمد خاں بہادر شیر

مؤلفہ۔: رانا عبدالرزاق خان

فون 00447886304637

ناشر؛ قندیل پبلشرز اکیڈمی،لندن یوکے

مقام اشاعت: لندن۔

14Woburn Road SM5 1RT Carshalton UK

سال اشاعت:۔2021

قیمت:۔10 پونڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

پیش لفظ

اس کتاب کے لکھنے کا مقصد اذکرو موتکم کے تحت ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اپنے مرنے والوں کا اچھا ذکر کیا کرو۔اور سنت بھی یہی ہے۔اس نیک وجود کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس نیک خاندان کا بھی ذکر ہو جائے گا۔محترم عبدالعزیز خاں آف کاٹھگڑھ 1903 میں چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھگڑھ و نمبردار کے ساتھ ہی بیعت سے مشرف ہوئے۔بیعت بھی بذریعہ خط کی گئی۔یہ بھی ان بیعت کنندگان میں شامل تھے جو چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھگڑھ کی ترغیب اور ان کی پیروی میں سب اہل دیہہ نے کی۔باقی حالات معلوم نہیں۔چوہدری محمد علی شاہی صاحب کی پیدائش 1901 کی بتائی جاتی ہے۔محترم ناصر احمد بہادر شیر کی پیدائش 1928 کی ہے۔یہ خاندان اپنے عزیزوں کے ساتھ 1951ء میں چک 2ٹی ڈی اے خوشاب میں رہائش پذیر ہو گیا۔1962 میں اس خاندان نے ربوہ ہجرت کی۔اسی سال میں صیغہ حفاظت خاص میں بطور پہریدار ملازمت اختیار کی۔اور اسی خدمت سے سارے رنگ چڑھے۔خدا تعالیٰ کا فضل اور خدمت خلافت آپ کی پہچان بنی۔نگاہ خلافت نے ایک پتھر کو کچھ اس طرح تراشا کہ ایک چمکدار ہیرا بنا دیا۔آج ہم اسی ہیرے کا ذکر کر رہے ہیں۔اس کتاب میں بہت کم احباب کے لکھے ہوئے تراشے پیش کئے جا رہے ہیں۔مقصد وہی ہے جو کہ شروع میں بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت کے سائے میں ایسے ہی خدمت گار ہیرے بنائے آمین۔ اور ان سب خلافت کے ہیروں کو جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔

خاکسار

رانا عبدالرزاق خان

لندن



محترم چوہدری محمد علی خاں شاہی

محترم چوہدری محمد علی خاں شاہی ولد چوہدری عبدالعزیز خاں 1901ء میں پیدا ہوئے۔آپ کی چار بہنیں تھیں۔آپ اکلوتے بھائی تھے۔آپ کے والد نے بھی 1903 میں ہی بیعت کی تھی۔جو کہ چوہدری عبدالعزیز خاں صحابی تھے۔آپ کی شادی بھی 1925 میں ہوئی۔آپ کی شادی چوہدری محمد حسین لنگری کی بیٹی جنت بی بی سے ہوئی تھی۔آپ کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئی۔اور بیوی 1933 میں وفات پا گئی۔1947 میں آپ نے اپنے بیٹے ناصر احمد بہادر شیر کی شادی کاٹھ گڑھ میں ہی چوہدری مظہر الحق خاں کی بیٹی بسم اللہ بیگم سے کر دی تھی۔1947 میں آپ بھی بچوں سمیت اپنے خاندان کے ساتھ 68 ج ب لائلپور آ گئے۔اپنی زمین کا کلیم اس چک میں الاٹ کروایا۔کل زمین سات ایکڑ تھی۔ناصر احمد کو آباد کاری اسکیم کے تحت چک 2 ٹی ڈی اے خوشاب میں 15 ایکڑ زمین الاٹ ہو گئی تھی۔کچھ سال تو آپ 68 چک میں ہی رہائش پذیر رہے۔بعد ازاں 1951ء میں چک 2 ٹی ڈی اے آباد ہونے کے بعد آپ کچھ عرصہ اپنے بیٹے کے پاس ہی رہنے لگے۔جب آپ کا بیٹا ناصر احمد خاں ربوہ 1962 میں منتقل ہوا تو پھر آپ نے رہائش ربوہ میں ہی اختیار کر لی۔آپ صوم صلوٰۃ کے پابند، خوش پوش، خوش خور اور خوش لباس شخص تھے۔آپ کی آواز بہت اچھی تھی۔جب اذان دیتے تو ایک سماں باندھ دیتے۔آپ کے ہاتھ میں ہر وقت ایک کھونٹی ہوتی تھی۔اور اپنی داڑھی اور سر کے بالوں کو سرخ مہندی لگایا کرتے تھے۔بہت ہی کم گو اور سنجیدہ گفتگو کرنے والے انسان تھے۔اپنے پوتے پوتیوں سے بھی آپ کو بہت پیار تھا۔آپ کا دل ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا تھا۔آپ موصی تھے اور آپ کی وفات 2 جنوری 1972 ربوہ کی ہے۔آپ کا جنازہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پڑھایا تھا اور تدفین بہشتی مقبرے میں ہوئی۔

شجرہ ناصر خان بہادر شیر خاں صاحب

کافی خاں راجپوت گھوڑے واہ رئیس کاٹھگڑھ ہوشیار پور انڈیا

- قندو خان
- جمال خاں
- رانجھے خاں
- گلاب خاں
  - میراں بخش
    - عبدالعزیز خاں
      - محمد علی خاں شاہی
        - ناصر احمد
          - طاہر احمد خاں
            - ہاشم احمد خاں
            - عمیر احمد خاں
          - محمود احمد خاں
            - بابر احمد خاں
            - فائز احمد خاں
            - ماہر احمد خاں



محترم ناصر احمد خاں بہادر شیر

(سابق افسر حفاظت خاص خلفائے احمدیہ)

خاندانی تعارف

آپ کے والد کا نام محمد علی خاں شاہی اور دادا کا نام عبدالعزیز خاں تھا۔ جو کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور انڈیا میں رہتے تھے۔ چوہدری عبدالعزیز خاں ولد میراں بخش ولد گلاب خاں ولد کافی خاں۔ چوہدری عبدالعزیز خاں 1903 میں حضرت چوہدری غلام احمد خاں راجپوت رئیس کاٹھگڑھ کے ساتھ احمدی ہوئے۔ چوہدری عبدالعزیز خاں کے چار بیٹیاں اور ایک ہی بیٹا تھا۔ بیٹیوں کے نام۔ سکینہ بیگم زوجہ نور احمد آف سڑوعہ۔ محمد جان زوجہ عبدالمجید جوڑا۔ نیاز بیگم زوجہ عبدالحمید خاں کاٹھگڑھی۔ بیگم جان زوجہ عبدالحق خاں کاٹھگڑھی۔ محمد علی خاں شاہی کی شادی محمد حسین کاٹھگڑھی لنگری کی بیٹی جنت بی بی سے ہوئی۔ ان کے ایک بیٹا ناصر احمد خاں اور ایک بیٹی ناصرہ بیگم تھی۔ ناصر احمد خاں بہادر شیر محمد علی خاں شاہی کے بیٹے تھے۔ ان کی پیدائش 1928 بمقام کاٹھگڑھ کی ہے۔ ناصر احمد خاں بہادر شیر کی والدہ 1933 میں کاٹھ گڑھ میں وفات پا گئی تھی۔ آپ خاطر خواہ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ آپ اور آپ کی بہن والدہ کی وفات کی وجہ سے پانچویں کلاس بھی پاس نہ کر سکے تھے۔ 1947 میں یہ خاندان بھی اپنی برادری کے ساتھ پاکستان ہجرت کر گیا۔ اور چک 68 ج ب لیلاں جا کر رہائش کی اور زرعی زمین کا کلیم بھی اسی چک میں الاٹ کروایا۔ 1951ء میں چک نمبر 2 ٹی ڈی اے منتقل ہو گئے۔

شادی

آپ کی شادی 1947 میں اپنے عزیز چوہدری مظہر الحق خاں کی بیٹی بسم اللہ بیگم سے ہوئی۔ چوہدری مظہر الحق خاں جو صحابی حضرت مسیح موعود تھے۔ اور قادیان میں تعلیم الاسلام کالج



میں مدد گار کارکن بھی رہے۔

اولاد

ناصر احمد بہادر شیر کے دو بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں ۔ بڑا بیٹا طاہر احمد جامعہ احمدیہ لندن کی سکیورٹی میں ملازم ہے۔طاہر احمد کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے ۔ دوسرا بیٹا محمود احمد مربی سلسلہ امیر و مشنری انچارج فیجی ہے ۔ اسکے بھی تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے ۔ ایک بیٹا ماہر احمد کنیڈا میں درجہ خامسہ کا طالب علم ہے۔باقی دو بیٹے اور ایک بیٹی جرمنی میں مقیم ہیں ۔ بہادر شیر کی بڑی بیٹی پروین اختر کی شادی خاکسار رانا عبدالرزاق خان سے ہوئی ہے۔اس کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہے۔وہ لندن میں مقیم ہیں ۔ بیٹی کی شادی سویڈن میں مقیم شاہین اختر کے بیٹے مظفر احمد خاں سے ہوئی ہے۔اس ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں ۔ پروین اختر کے بیٹے کا نام عبدالوحید خاں ہے۔اس کے تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے جو کہ سب وقف نو میں شامل ہیں اور لندن میں مقیم ہیں ۔ دوسری بیٹی شاہین اختر کی شادی بشیر احمد خان سے ہوئی ہے۔اس کی دو بیٹیاں، دو بیٹے ہیں ۔تیسری بیٹی بشریٰ نسرین زوجہ سعادت احمد رانا ہیں ان کے دو بیٹے ہیں وہ جرمنی میں مقیم ہیں ۔ چوتھی بیٹی امت الشکور کی شادی رانا مبارک احمد سے ہوئی ہے وہ کوبلنز جرمنی میں مقیم ہیں ایک بیٹا بسالت احمد مربی سلسلہ ہے ۔ پانچویں بیٹی امۃ الصبور حولہ ہے۔اس کی شادی اپنے ماموں زاد عامر غفار سے ہوئی ہے۔اس کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے وہ لندن میں مقیم ہیں ۔

الفرقان فورس

1948 میں آپ ایک سال کے لئے الفرقان فورس میں بھی بطور رضا کار رہے۔1951 میں آبادکاری اسکیم کے تحت چک نمبر 2 ٹی ڈی اے خوشاب جو چوہدری عبدالرحیم خاں صاحب نے اپنی برادری کو الاٹ کروا کر دیا۔محترم ناصر احمد خاں بھی اسی چک نمبر 2 ٹی ڈی اے خوشاب میں

زمیندارہ کرتے رہے۔آپ کی شادی 1947 میں ہوئی۔آپ کی زرعی زمین پندرہ ایکڑ تھی۔

چک نمبر 2 ٹی ڈی اے

آپ چک نمبر 2 ٹی ڈی اے کی جماعت احمدیہ میں سیکٹری مال کے عہدے پر بھی رہے۔ 1958 میں مسجد کی تعمیر میں بھرپور مالی تعاون بھی کیا اور مزدوری بھی کی ۔آپ کی اکثر برادری اسی گاؤں میں مقیم تھی ۔آپ کی تین پھوپھیاں بھی یہاں رہائش پذیر تھیں ۔اور ان کی اولادیں اور خاندان بھی یہاں رہائش پذیر تھے۔

ربوہ

1962 میں آپ ربوہ منتقل ہو گئے ۔ جہاں آپ کی ملاقات افسر حفاظت خاص صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی سے ہوئی۔انہوں نے آپ کو الفرقان فورس کے حوالے سے پہچان لیا۔ انہوں آپ کو بطور پہریدار عملہ حفاظت میں بھرتی کرلیا۔آپ اپنے بیوی بچے بھی ربوہ لے گئے۔ اور وہیں رہائش پذیر ہو گئے ۔ چک 2 ٹی ڈی اے کی زمین کو بٹائی اور ٹھیکے پر دیتے رہے۔اس سے قبل آپ کی تین بیٹیاں تھیں ۔ پہلا بیٹا طاہر احمد 1963 مارچ میں پیدا ہوا۔دوسرا بیٹا محمود احمد دسمبر 1965 میں پیدا ہوا ۔آپ کے والد صاحب محمد علی خاں شاہی بھی آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ان کی زمین 68 چک ج ب میں سات ایکڑ تھی ۔جس کی آمد بھی آتی تھی ۔قلیل تنخواہ کے باعث بھی گزارہ اچھا ہوتا تھا۔چوہدری محمد علی خاں شاہی جنوری 1972 میں فوت ہوئے اور موصی ہونے کی وجہ سے تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔آپ کی بیوی یعنی کہ والدہ ناصر احمد بہادر شیر 1933 میں ہی وفات پا گئی تھی۔

خدمات

1962 میں آپ ملازم ہوئے ۔آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت کا بھی موقع ملا۔جب حضور کو کرسی نشین کر کے نیچے کی منزل پر لانا ہوتا تو دو جوان آپ کی کرسی کو سنبھال کر نیچے

لاتے تھے۔اور واپسی پر اسی طرح آپ کو کرسی نشین کر کے اوپر والے کمرے میں لے جاتے تھے۔اس خدمت کا بھی ناصر احمد بہادر شیر کو بیسیوں بار موقع ملا۔اور نخلہ ضلع خوشاب جانے کا بھی موقع ملا۔

مہمان نوازی

آپ کا گھر برادری کے لئے مہمان خانہ تھا۔سب لوگ اس گھر میں آتے اور آرام و آسائش سے رہتے۔محترم ناصر احمد بہادر شیر بہت ہی سوشل اور مہمان نواز تھے۔چک نمبر 2 ٹی ڈی اے میں آپ تمام سسرال سمیت ایک ہی گھر میں مقیم تھے۔آپ کی پھوپھی جو محمد جان بیوہ ہو چکی تھیں وہ بھی آپ کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔جو کہ موصیہ تھیں اور مارچ 1957 میں وفات پا گئیں۔ان کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ربوہ میں بھی آپ کو ایک کوارٹر قصر خلافت میں مل گیا تھا۔چونکہ آپ زمیندار خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کو اپنی زرعی زمینوں کی دیکھ بھال بھی سنبھال دی تھی۔آپ کے ذمہ باہر ڈیرے سے دودھ لانا اور ہر طرح کا خیال رکھنا بھی تھا۔ہر فصل کی برداشت کے وقت آپ کو باہر کھیتوں میں موجود رہنا ہوتا تھا۔فصلوں کو پانی لگوانا۔ان کی کاشت اور برداشت آپ کے ذمہ تھی۔حضور نے جب بھی ڈیرے پر جانا ہوتا تو بہادر شیر کو قبل برائے انتظامات پہلے جانا ہوتا تھا۔اسی طرح حضور نے نصرت آباد میں کئی مربعے زمین حکومت سے عارضی کاشت کے لئے بھی لے لی تھی۔جو کہ بنجر قدیم اور بے آباد تھی۔اس کی کاشت اور آبادی کے لئے بھی بہادر شیر نے بہت کام کیا۔کئی کئی دن وہاں جنگل میں رہنا پڑتا۔اور مزدوروں سے کام کروانا ہوتا تھا۔یہ رقبہ موضع برالی سے آگے اور موضع کاواں والے کے پاس تھا۔پکا نسوآنہ بھی قریب تھا۔

بہادر شیر

آپ کڑیل جوان تھے۔چھ فٹ قد اور موٹی موٹی آنکھیں۔بڑی بڑی مونچھیں۔چوڑا چکلا

جسم۔سر پر پگڑی۔ایک خوبصورت باڈی گارڈ،خادم خلیفہ وقت تھے۔آپ کی شجاعت اور اطاعت کے پیشِ نظر حضور نے آپ کا نام بہادر شیر رکھ دیا تھا۔آپ نے اپنا مکان بنانے کے لئے دس مرلے زمین 6/21 دارالعلوم غربی میں خریدی۔اور 1967 میں مکان تعمیر کروایا۔1978 میں آپ نے زرعی زمین 29 کنال احمد نگر میں خریدی۔اور چک نمبر 2 ٹی ڈی اے والی زمین پندرہ ایکڑ فروخت کردی۔آپ نے اپنی بڑی بیٹی پروین اختر کا نکاح بہمراہ اپنے بھتیجے رانا عبدالرزاق خاں ولد رانا عبداللطیف خاں نمبردار اور شاہین اختر کا نکاح بہمراہ بشیر احمد خان 27 نومبر 1977 کو کیا۔جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے مسجد مبارک میں پڑھایا اور دونوں کا حق مہر خود لکھا۔اور دوسرے دن بڑی بیٹی کی شادی تھی۔جس میں حضور تشریف لائے اور دعا کی۔دوسری بیٹی شاہین اختر کی شادی نومبر 1978 میں کی۔جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بھی شرکت فرمائی۔

ایم۔ایم۔احمد

ایک بار جب صاحبزادہ مرزا مظفر احمد مشیر صدر پاکستان پر ایک اسلم قریشی نے چاقو سے حملہ کر دیا۔بہادر شیر کو چند ہفتوں کے لئے ان کی حفاظت کے پیش نظر خلیفہ وقت نے اسلام آباد بھیجا۔وہاں آپ اکثر اوقات ایم۔ایم احمد کے ساتھ ہوتے تھے۔چند ہفتے بہادر شیر ایم ایم صاحب کے ساتھ وہیں رہے اور اپنی ڈیوٹی پوری تندہی سے دیتے رہے۔ایک دن ایم ایم احمد صاحب نے بہادر شیر کی وفاداری سے متاثر ہو کر اسے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اپنے ساتھ مستقل رکھ لوں۔جس پر بہادر شیر نے کہا کہ جناب میں تو خلافت کی خدمت کے لئے نوکری کر رہا ہوں۔اور ان کے حکم سے ہی آپ کی خدمت پر مامور ہوا ہوں۔خلافت پر میری جان فدا ہے۔

دورہ افریقہ و یورپ

1980 میں دورہ افریقہ کے لئے حضور نے بہادر شیر کو بھی ساتھ لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔آپ کے لئے تھری پیس سوٹ تیار کروایا۔ٹائی،بوٹ وغیرہ تیار کروائے۔کیونکہ بہادر شیر تو ایک

سادہ انسان تھے ۔نہ خرچ برداشت کر سکتے تھے اور نہ کبھی سوٹ پہنا تھا۔ بالکل سادہ مزاج تھے۔ یہ حضور کی اپنے خادم سے شفقت اور پیار تھا۔آپ نے اس دورے میں چودہ مما لک دیکھے۔اوراسی دورے میں مسجد بشارت پیدروآباد سپین کی تقریب سنگ بنیاد میں بھی شرکت کا موقع ملا۔ یہاں حضور نے بہادر شیر صاحب کو فرمایا کہ آپ قدم ناپ کر اس رقبے کی تعداد ایکڑ میں بتائیں۔آپ اس دورے کے بعد بہت خوش نظر آتے تھے۔اور سب مما لک کے مناظر سناتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو دیکھے جا سکتے تھے۔

وفات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ مئی 1982 کو دورہ اسلام آباد تشریف لے گئے۔ بہادر شیر بھی ساتھ گئے۔ وہاں حضور بیمار ہوئے تو بہادر صاحب شیر اور دیگر افراد وہاں باری باری سب حضور کے کمرے کے باہر ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔جن میں صاحبزادہ میاں لقمان احمد، صاحبزادہ میاں فرید احمد، صاحبزادہ میاں انس احمد، صاحبزادہ میاں غلام احمد وغیرہ بھی باری باری ڈیوٹی دیا کرتے۔ جب حضور کی میت صندوق میں رکھی گئی تو بہادر شیر بھی اس وقت اس کام میں شامل تھے ۔جب حضور کی میت کو ربوہ لایا گیا تو جس گاڑی میں جنازہ تھا اسی گاڑی میں بہادر شیر بھی جنازے کے ساتھ بیٹھ کر آئے۔

انتخاب خلافت ِ رابعہ

انتخابِ خلافت کے وقت بھی آپ افسر حفاظت کے منصب پر فائز تھے۔ ہر لحاظ سے ہر طرف نظر رکھنا اور سارے عملے کی ڈیوٹیاں لگانا اور چاق و چوبند رہنا آپ کے فرائض میں شامل تھا۔مسجد مبارک اور ارد گرد کی سیکیورٹی پر آپ کی نظر تھی۔ ہر اندر آنے والے پر نظر رکھنا بھی ضروری تھا۔ جوں ہی انتخاب ہوا تو آپ نے حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو عملے کے ساتھ اپنے حصار میں لے لیا۔اور خود ان کی پشت پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ جنازہ اور تدفین کے وقت آپ نے

اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر سارے انتظامات کو نبھایا۔ بہشتی مقبرے میں بھی بہتر سیکیورٹی کا انتظام کیا تھا

دورہ سپین 1982

دورہ مغرب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو شامل کیا۔اس دورہ میں آپ ساتھ ساتھ رہے۔اس موقع کی کئی تصاویر ہیں۔آپ سارے دورے میں خلیفہ وقت کے ساتھ رہے۔

وفات

22 مارچ 1983 کو حسب معمول آپ زمینوں کی طرف دودھ لینے اپنے سائیکل پر جارہے تھے کہ پل کے قریب آپ کو دل کا دورہ پڑا۔ جو کہ جان لیوا ثابت ہوا۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔آپ کا جنازہ یوم مسیح موعود 23 مارچ کو ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پڑھایا جلسہ مسیح موعود کی وجہ سے ایک بھاری تعداد نے جنازہ پڑھا۔خلیفہ وقت نے آپ کے جنازہ کو کندھا دیا۔اور سارے خاندان سے افسوس کا اظہار کیا۔موصی ہونے کی وجہ سے آپ کی تدفین بہشتی مقبرے میں ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے آپ کی وفات پر بہادر شیر کی فیملی کی بہت ڈھارس بندھائی۔بچوں کو دلاسا دیا۔دو تین بار گھر آ کر بچوں کو حوصلہ دیا۔اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کی تلقین کی۔اور ہر لحاظ سے سہارا بنے۔پھر ایک دو ماہ بعد عید الفطر تھی۔ حضور عید کے دن بہادر شیر کے گھر پھر آئے۔اور ساری فیملی کو ملے۔ڈھارس بندھائی۔ بلکہ خود فرمایا کہ میں آج بہادر شیر کی قبر پر بھی اسے ملنے گیا تھا۔خلافت کی مسلسل شفقت نے اس خاندان کو صبر کی توفیق دی۔اور جب تک بچے بچیوں کی شادیاں نہ ہوئیں۔اس خاندان سے قصر خلافت کا مکان بھی خالی نہ کروایا۔اور وفات تک پنشن اہلیہ بہادر شیر کو ملتی رہی۔

جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کا بھی بہت خیال رکھتے۔مہمانوں کی اطلاع بروقت دفتر اور صدر محلہ کو بھی دیتے۔اگر مہمان زیادہ ہو جاتے تو صحن میں چھوٹی سی چھولداری لگوا لیتے۔پرالی بچھا دیتے

اوصاف

ناصر احمد بہادر شیر بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔نماز روزے کے اور روزانہ تلاوت کلام پاک کے پابند تھے بہت ہی شفیق ، ملنسار ،نرم گفتار،معاملہ فہم ،خوش لباس ،اور خوش طبیعت تھے۔لوگوں کے کام آنا ان کی عادت ثانیہ تھی۔غربا اور مساکین اور رشتے داروں کی امداد کرنا بھی ان کی عادت تھی۔آپ اپنی ڈیوٹی میں معین وقت کی قید نہ رکھتے تھے۔جب تک خلیفہ وقت نہ کہتے اس وقت تک باہر بیٹھے رہتے۔حالانکہ ڈیوٹی پر عملہ موجود رہتا تھا۔خلیفہ وقت کے گھر میں کوئی بھی چیز کھانے والی جاتی تو اس کو چیک کیا جاتا تھا َروزانہ نماز فجر کے بعد دودھ لینے ڈیرے پر خود جاتے۔خود دودھ نکال کر ڈبوں میں ڈال کر حضور کے گھر پہنچاتے۔بقیہ دودھ کو گھر میں گرم کر کے جماتے اور اس کی دہی بناتے۔لسّی بناتے اور اس میں سے مکھن نکال کر حضور کے گھر پہنچاتے۔گھر میں آٹا پیسنے کی چکی بھی رکھی ہوئی تھی۔جب حضور کی طرف سے مکی کی روٹی اور ساگ کی خواہش کا اظہار ہوتا تو آپ کی بیگم مکی کے آٹے کی روٹی اور ساگ بنا کر بھجوا دیتیں۔ہر چیز کی تیاری کے وقت بہادر شیر موجود ہوتے۔سب کام اپنی نگرانی میں کرواتے۔اور خود سرانجام دیتے۔اُن کی بڑی بیٹی پروین اختر سے روایت ہے۔

ایک بار حضرت خلیفہ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آج نو بجے سے قبل پہلے کسی کو بھی اندر آنے نہیں دینا۔نو بجے سے قبل ہی صاحبزادہ مرزا غلام احمد آگئے اور اندر جانے کا تقاضا کیا۔آپ نے سختی سے منع کر دیا۔صاحبزادہ صاحب نے واپس جا کر گھر سے حضور کی خدمت میں فون کر دیا کہ میں حاضر ہوا تھا مگر بہادر شیر نے اندر آنے نہیں دیا۔پھر دوبارہ صاحبزادہ صاحب تشریف لائے تو نو بج چکے تھے۔اور ان کو کسی نے نہ روکا۔تھوڑی دیر بعد اندر سے بہادر شیر کو بلاوا آیا ۔صاحبزادہ صاحب بھی وہیں موجود تھے۔حضور نے مسکراتے ہوئے پوچھا کہ آپ نے انہیں اندر آنے سے روکا تھا۔بہادر شیر نے ہاں میں جواب دیا۔کہ جناب آپ کا حکم تھا۔حضور نے شاباش بھی

دی اور مٹھائی کا ڈبہ بھی بطور انعام عنایت فرمایا۔

خلیفہ وقت کی خدمت

حضور کا جوتا خود پالش کرتے اور پگڑی کو مائع بھی خود گھر پر لگایا جاتا۔یعنی کہ آپ حضور کے ذاتی خادم کا کردار ادا کرتے تھے۔بچپن میں جب صاحبزادہ لقمان احمد صاحب مڈل کلاسوں میں پڑھا کرتے تھے۔تو ان کو بھی بہادر شیر اسکول چھوڑنے جاتے۔بیگم صاحبہ کو کوئی بازار سے چیز منگوانی ہوتی تو وہ بھی بہادر شیر کی ڈیوٹی لگا دیتی تھیں۔آپ ہر کسی کے کام آتے تھے۔اور ہر مشکل کے وقت ہر کسی سے تعاون کرتے تھے اور بلکہ ڈھارس بندھاتے تھے۔ان کی بڑی بیٹی سے روایت ہے کہ جب ہم نئے ربوہ آئے تو ایک بار گولبازار میں رہائش تھی۔ابو گھر پر ہی موجود تھے۔کوئی مانگنے والی فقیر دو عورتیں آئیں میرے ابو باہر کھڑے تھے۔انہوں نے کہا کہ ہم نے رات رہنا ہے اگر کوئی جگہ مل جائے تو مہربانی ہوگی۔آپ نے کہا کہ شام کو آ جانا۔اس وقت ہمارے پاس صرف دو ہی کمروں کا مکان تھا۔شام کو جب وہ عورتیں آئیں ہم بچیاں باہر کھیل کود رہی تھیں۔ہم نے انہیں کہا کہ ہمارے گھر میں تو جگہ ہی نہیں وہ کہیں چلے گئیں۔سردیوں کے دن تھے۔ابو جب گھر آئے تو انہوں نے پوچھا کہ کوئی فقیر عورتیں تو نہیں آئیں تھیں۔امی جان کو تو اس بات کا پتہ نہیں تھا میں نے کہا کہ آئی تو تھیں مگر ہم نے تو ان کو جواب دے دیا تھا اور وہ کہیں اور چلی گئیں۔ابا جان کو بہت افسوس ہوا۔مجھے ساتھ لے لیا اور ان کو ٹٹولنے لگے۔جب خواجہ ریسٹورنٹ کے سامنے گئے تو دیکھا وہی دو عورتیں الکیمیسٹ کے سامنے بستر بچھا کر نیچے ہی سردی میں لیٹی ہوئی ہیں۔ابا جان نے ان سے معذرت بھی کی اور ان کا سامان اٹھایا اور گھر لا کر ایک کمرہ ان کو دیا اور بستر بھی دیا۔صبح ناشتہ کروا کر انہیں جانے دیا۔آپ کی بڑی بیٹی بیان کرتی ہیں کہا آپ روزانہ بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ہمسائے بھی آپ کی سریلی تلاوت سے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ایک دن ضروری کام کی وجہ سے تلاوت رہ گئی تو سارا دن بے چین رہے۔

رات کو سونے سے قبل کچھ حصہ تلاوت کیا تو پھر سکون آیا۔ رشتے داروں میں کسی بھی عورت کا نام نہیں لیتے تھے۔ آپا جان یا بہن کہہ کر پکارتے تھے۔ گاؤں سے کوئی غیر احمدی غریب آدمی ملنے آتا تو اس کی ضرورت بھی پوری کرتے اور بس اڈا تک چھوڑ کر آتے اور اس کو جانے کا کرایہ بھی دیا کرتے تھے۔ مجھے بھی جب 1979 میں بحرین جانا تھا تو مجھے کراچی تک چھوڑ کر گئے۔ فون پر بھی ہر وقت نصائح کرتے رہتے تھے۔ میرے جب بڑا بیٹا پیدا ہوا تو والدہ کی طرح نصائح کیا کرتے تھے۔ آپ اپنے فرائض میں ہر وقت اسقدر مصروف رہتے کہ رشتہ داروں میں کوئی شادی غمی ہوتی تو ہماری امی جایا کرتی۔ خود جا نہیں سکتے تھے۔

روزانہ کی ملاقات

بہادر شیر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے خادم کے علاوہ ایک با اعتماد رفیق طرح وقت گزارا۔ حضور روزانہ شام کو زمینوں کے متعلق سارے حالات پوچھتے۔ بلکہ زرعی زمینوں کی آبپاشی، کاشت و دیگر کے معاملات، مزارعین کے حالات، مویشیوں، اور گائے بھینسوں کے متعلق بھی سب احوال پوچھتے۔ بہادر شیر بھی سب تفصیل بتاتے۔ فلاں کلہ نمبر میں کیا کاشت ہوا ہے۔ فلاں بھینس ابھی دودھ دے رہی ہے کہ نہیں۔ چھوٹے بچھڑے اور بھینس کے بچوں کا کیا وزن ہے۔ نر بچھڑے رکھنے ہیں کہ ابھی فروخت کرنے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ سب حالات پوچھتے اور آئندہ پروگرام کی حضور منظوری بھی دیتے۔ اور ہفتہ دو ہفتے کے بعد زمینوں کا دورہ بھی حضور فرماتے۔ نئے بیج اور ان کی دیکھ بھال اور کاشت، محکمہ زراعت کی طرف سے آنے والے مشیروں اور کارکنوں سے بات چیت اور ان کے مطالبے کے مطابق ہر چیز کی فراہمی بھی بہادر شیر کے ذمہ ہوتی تھی۔ ٹریکٹر اور اس کے ڈرائیور کی نگرانی بھی ان کے ہی ذمہ تھی۔ فصل برداشت کے موقع پر کتنی گندم رکھنی ہے۔ کتنی فروخت کرنی ہے۔ وغیرہ، وغیرہ، یہ معاملات پر اکثر بات چیت ہوتی رہتی تھی۔ بلکہ روزانہ شام کو پوری ڈائری خلیفہ وقت کے سامنے پیش کی جاتی تھی۔

صلہ رحمی

عزیز رشتے داروں سے صلہ رحمی سے پیش آتے ۔سب کی حتی المقدور ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتے ۔بعض کو یہاں نوکری بھی دلائی ۔اوران کی ہر طرح سے مدد کی ۔آپ نے اپنی بیوی کے بھائیوں کی شادی میں بطور سر براہ شرکت کی اوران کی ہر طرح سے امداد کی ۔چھوٹے مظفر احمد کو ربوہ میں اپنے پاس رکھ کر پڑھایا۔اس کی بھی شادی کی ۔محمد اکرم اورعبدالرزاق کی بھی شادی کی ،محمد اشفاق کی بھی خود شادی کی ۔

میرے پیارے ابا جان ناصر احمد بہادر شیر

پروین اختر صاحبہ

پیدائش:۔ناصر احمد بہادر شیر۔۔۔1928۔۔وفات:۔22مارچ 1983ء

میرے ابا جان 1928ء کو کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور میں چوہدری محمد علی خاں شاہی کے گھر پیدا ہوئے۔آپ دو بہن بھائی تھے۔آپ کی والدہ جب آپ چار سال کے تھے تو وفات پا گئیں بہن چھوٹی تھی۔دادا جان نے دوسری شادی نہیں کی اور ان بچوں کی خود دیکھ بھال کی۔ابا جان پیدائشی احمدی تھے۔میرے دادا جان کی ایک بہن بھی ان کے گھر میں رہتی تھیں۔جوان بچوں کی دیکھ بھال کرتیں۔میرے ابا جان بچپن ہی سے بہادر تھے۔گھریلو حالات کچھ اچھے نہ تھے۔جسکی وجہ سے یہ پڑھ نہیں سکے اور چھوٹی عمر میں ہی کاٹھ گڑھ سے مزدوری کرنے کے لئے لاہور آ گئے تھے۔ہمارے خاندان میں احمدیت چوہدری غلام احمد خاں صاحب صحابی رئیس کاٹھ گڑھ کے ذریعے سے آئی۔میرے دادا جان کے والد حضرت عبدالعزیز خاں ولد میراں بخش نے 1903 میں اپنے خاندان کے ساتھ بیعت کی۔میرے دادا جان چوہدری محمد علی شاہی کی پیدائش 1901ء کی تھی۔جو 2 جنوری 1972 کو ربوہ میں فوت ہوئے۔موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔

1947ء میں میرے ابا جان کی شادی میرے نانا جان حضرت چوہدری مظہر الحق خاں کی بیٹی بسم اللہ بیگم سے ہوگئی۔کچھ مہینوں کے بعد پارٹیشن ہوگئی میرے والد صاحب لاہور میں تھے پھر یہاں سے گئے اور سب گاؤں والوں کو لے کر لاہور آ گئے۔لاہور کچھ دیر قیام کرنے کے بعد آپ سب بمعہ فیملی کلی نوشور کوٹ چلے گئے۔وہاں پر بھی کچھ روز قیام کیا اور پھر دادا جان محترم چوہدری عبدالرحیم خاں صاحب جو کہ میرے دادا ابو کے کزن تھے۔انکے کہنے پر فیصل آباد چک

نمبر 68ج ب ہماری فیملی آ گئی۔ پھر میرے ابو سرگودھا غلہ منڈی میں ملازم ہو گئے۔ دادا جان کو 68 چک لائلپور میں زمین الاٹ ہو گئی۔ وہ فیملی کے ساتھ وہاں رہنے لگ گئے۔ پھر 1951ء میں ہمارے دادا چوہدری عبدالرحیم خاں صاحب نے ساری برادری کو ایک گاؤں چک 2 ٹی ڈی اے خوشاب میں الاٹ کروا دیا۔ دادا جان چوہدری عبدالرحیم خان ابو جان کو کہا کرتے تھے کہ آپ بھی یہاں آ جائیں ابو نے کہا کہ میرا ایک سالا مشتاق احمد بھی میرے ساتھ ہے، انہوں نے نے کہا کہ اس کو بھی لے آئیں۔ اس طرح ان دونوں کو وہاں زمین اور مکان الاٹ ہو گئے۔ پھر میرے ابو جان اپنی فیملی یعنی کہ امی جان پھوپھو اور دادی کو لے کر گاؤں آ گئے۔ پھر وہاں کھیتی باڑی کرنے لگے۔ ابو جان بڑے صحت مند جوان اور محنتی اور بہادر تھے۔ سب لوگ انکی تعریف کرتے۔ اکیلے ہونے کے باوجود بہت محنت کرتا ہے۔ 1957ء میں میری دوسری بہن پیدا ہوئی۔ پھر ہمیں امی جان نے سنبھالنا اور گھر کا کام بھی کرنا۔ اسکے بعد 1960ء میں تیسری بہن بھی پیدا ہوگئی پھر امی جان ابا جان سے کہنے لگی کہ گاؤں میں کوئی سکول نہیں بچیوں کو کہاں تعلیم دلوائیں گے؟

قرآن تو میں نے گھر میں پڑھا لیا ہے۔ سکول دوسرے گاؤں میں ہے بھائی بھی کوئی نہیں آپ کے پاس ٹائم نہیں انکو اکیلا کیسے بھیجوں؟ دن رات ہمارے گھر میں یہی بات ہوتی تھی ابو کہتے کہ میں شہر کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتا۔ پھر میری امی جان اچانک بیمار ہو گئی۔ وہ دوائی کے لینے ربوہ آئیں اور مجھے نانی اماں کے پاس گاؤں چھوڑ آئیں۔ ابا جان کا یہاں کوئی اتنا واقف کار نہیں تھا نہ ہی ابا جان کو کسی کے گھر جانا اتنا پسند تھا۔ وہ سارا دن فضلِ عمر ہسپتال کے گراسی پلاٹ میں بچوں کو لے کر بیٹھے رہتے تھے۔ اور شام کو کبھی دارالیمن اپنے کزن ہمارے چچا بشیر احمد خاں کے گھر چلے جاتے۔ یا کبھی کسی اور رشتہ دار کے گھر رات گزار لیتے۔ روزانہ صبح کو آ جاتے ہوٹل سے دوپہر کا کھانا کھاتے ایک ہفتہ ایسے گزار لیا۔ پھر ایک دن چچا عزیز سائیکلوں والے نے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے؟ کوئی مریض ادھر ہے؟ آپ کو میں روزانہ یہاں دیکھتا ہوں۔ ابا جی نے ساری

بات بتائی کہ مجھے کرائے پر مکان چاہیے۔اس نے کہا ایک مکان تو ہے مگر کرایہ زیادہ ہے۔تیس روپے ماہوار دینے ہیں۔ابا جان نے کہا دکھاؤ انہوں نے دکھایا مکان پسند آ گیا۔ابا جان نے فوراً لے لیا اس دن سے چچا عزیز ابا جان کو بھائی کہنے لگ گیا۔ابا جان کو سلسلہ کی کتب پڑھنے کا بہت شوق تھا جب بھی ربوہ آتے تو کتب خرید کر لے جاتے پھر رات کو لالٹین کی روشنی میں میری نانی اماں اور باقی گھر والوں کو سناتے۔میرے ابو جان ہر جلسہ سالانہ دیکھنے کے لئے ضرور ربوہ آتے اور پھر اپنی ڈیوٹی بھی کسی نہ کسی شعبے میں لگواتے۔

ربوہ آ کر انہوں نے میرے دادا جان کو بھی فیصل آباد سے ربوہ بلا لیا کہ آپ کی بہو ادھر آئی ہوئی ہے۔وہ بھی ربوہ آ گئے میری امی نے کہا کہ چچا جان میں واپس چک نہیں جانا چاہتی اور آپ کے بیٹے صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ ربوہ کا خرچہ نہیں اُٹھا سکتے۔میں تو مزدور آدمی ہوں۔میں اپنی بچیوں کو پڑھانا چاہتی ہوں۔دادا ابو کہنے لگے کہ ٹھیک ہے میں آپ کی مدد کروں گا۔آپ مکان دیکھئے ابو اور ماسٹر عبدالسمیع صاحب کے والد یہاں رہتے تھے انہوں نے دو دن میں ہی ہمیں مکان کرایہ پر لے دیا۔گولبازار میں جہاں اب کلثوم مارکیٹ ہے۔دوسرے دن ابو چک گئے اور مجھے اور گھر کا تھوڑا بہت سامان لے کر ربوہ آ گئے۔یہ تقریباً 1962ء کی بات ہے،گاؤں والے سب بہت حیران تھے کہ آپ نے اتنی جلدی اتنا بڑا فیصلہ کر لیا۔چھٹیاں تھیں جب ہم آئے تو امی نے مجھے یہاں جو عزیز رشتہ دار تھے ان سے کہا کہ میں اپنی بیٹی کو سکول داخل کروانا چاہتی ہوں۔میں تقریباً آٹھ یا دس سال کی تھی مجھے کچھ نہیں آتا تھا۔انہوں نے کہا کہ یہ اتنی بڑی ہے پہلی کلاس میں تو داخل نہیں ہو سکتی۔انہوں نے گھر میں پڑھانا شروع کر دیا میں روزانہ ان کے پاس جاتی اور پڑھتی جب سکول کھلے تو وہی مجھے سکول داخل کروانے کے لئے مجھے لے گئیں۔مجھے پہلی کی بجائے انہوں نے تیسری جماعت میں داخل کیا۔ابو جان فارغ تھے وہ کسی کام کی تلاش میں رہتے،امی جان تنگی سے بھی گھر چلا لیتی۔کیونکہ وہ واپس گاؤں نہیں جانا چاہتی تھیں جو کوئی بھی آتا کہتا کہ یہاں

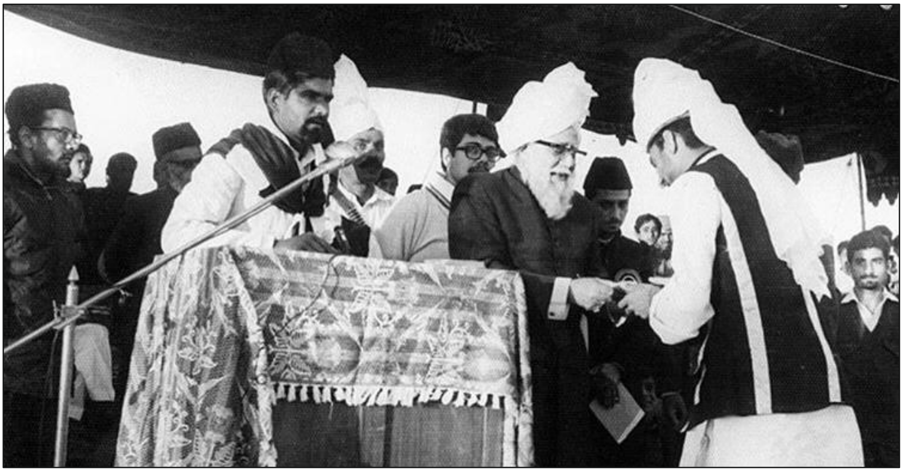
تمہارا گزارا مشکل ہے بہتر ہے کہ واپس چلے جاؤ۔ بعض دفعہ ابوجان بھی پریشان ہو جاتے پھر ایک دن ابو کو ایک آدمی نے کام پر لگوایا جہاں بوٹ پالش بنتی تھی۔ وہاں سے جو تنخواہ ملتی امی اسی میں گزارا کر لیتی۔ پھر ایک دن آپ کسی کام کے لئے بازار گئے وہاں آپ کو محترم صوبیدار عبدالمنان صاحب افسر حفاظت ملے۔ انہوں نے ابا جان کو پہچان لیا پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ نام بتانے پر انہوں نے کہا کہ میں آپ کو الفرقان فورس سے جانتا ہوں۔ باقی حال احوال پوچھا کہ آپ کام کیا کرتے ہیں۔ ابو جی نے کہا کہ چھوٹی موٹی مزدوری کرتا ہوں انہوں نے کہا کہ اگر میں آپ کو پہریدار کی نوکری پہ لگوا دوں تو آپ کر لیں گے؟ میرے ابوجان نے کہا کہ اس خدمت کا موقع مل جائے تو اور کیا چاہیئے۔ اس دن سے میرے ابو ناصر احمد بہادر شیر قصر خلافت کے ہو کر رہ گئے۔ اس قدر دلجمعی سے کام کیا کہ خلفاء کے منظور نظر ہو گئے۔ تین خلفائے وقت کی خدمت کی۔ پہرے دار سے باڈی گارڈ بنے پھر افسر حفاظت تک ترقی پائی۔ دو دوروں پر بیرون ممالک کا سفر کیا۔ قادیان بھی گئے۔ بہت سی برکتیں پا کر 22 مارچ 1983 کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ دل فیل ہونے سے آپ کی وفات پائی۔ حضور خلیفہ رابع رحمہ اللہ نے بہت افسوس کا اظہار کیا۔ بہادر شیر کی پیشانی پر بوسہ بھی دیا ان کے جنازے کو کندھا بھی دیا۔ اور سب سوگواران سے گلے بھی ملے۔ اور بہادر شیر کے خاندان پر دست شفقت بھی رکھا۔ جب تک سب بچے بچیوں کی شادی نہ ہو گئی۔ مکان دیئے رکھا۔ اور ہر طرح سے نوازا۔ آپ بہت ہی شفیق اور مہربان انسان تھے۔ اپنے عزیز و اقارب کے حقوق کا بھی بہت خیال رکھتے تھے۔ رانا عبدالغفور خاں اور رانا محمد انور خاں کو بھی پہریدار لگوایا۔ اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھا۔ بچوں کی تربیت پر بھی بہت توجہ دی۔ آپ کے گھر میں ہر وقت کوئی نہ کوئی مہمان ضرور آیا رہتا۔ آپ نے رانا عبدالحلیم خاں اور رانا عبدالکریم خاں کو اور ان کے مزدور مستریوں کو دوران تعمیر ذاتی مکانات اپنے گھر پر رکھا۔ اسی طرح رانا عبدالمجید خان، رانا عبدالغفور خاں، رانا منور خاں کو گھر میں کئی ماہ رکھا۔ رہائش کے علاوہ طعام کا بھی انتظام کیا۔ ابوجان

کے مرنے کے بعد یہ سب رشتہ دار ہمارا ساتھ چھوڑ گئے ۔دو بچیوں کی شادی کے بعد والد صاحب فوت ہو گئے تھے ۔میرے میاں رانا عبدالرزاق خاں اور میرے بہنوئی رانا بشیر احمد خاں نے ہمارا ساتھ دیا۔اور خلافت کی برکت سے ہم کامیاب ہوئے۔والد صاحب کی وفات کے بعد ہماری امی جان کو بازار اور خرید فروخت کا علم ہوا۔ پہلے ابا جان ہی یہ سب کام کیا کرتے تھے۔ایک بار رات کو بارش آ گئی تو ہمارے گھر فصل گندم کی بیس بوریاں باہر پڑی تھیں ۔رات کو ایک بجے کسی کو بلاتے ۔میں جوان تھی والد صاحب نے میرے بازو کو اپنے بازو سے پکڑ کر اوپر 20 بوری اُٹھا کر کمرے کے اندر منتقل کر دیں۔ صبح کو سب آس پاس رہنے والے لوگ پوچھ کر حیران ہوئے۔میرے ابو خلافت کے اطاعت گزار تھے۔کھانا کھانے کے لئے بیٹھے ہوتے اور منہ میں لقمہ ہوتا۔جب بھی قصر خلافت سے کوئی بلاوا آ جاتا وہیں سب کچھ چھوڑ کر بھاگ پڑتے ۔اور حاضر ہو جاتے ۔روزانہ عشاء کی نماز کے بعد حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فصل باڑی کی اور دن بھر کی کارگزاری کی رپورٹ پیش کرتے ۔جس دن نہ جا پاتے تو حضور کی طرف سے بلاوا آ جاتا۔ایک دن کا واقعہ ہے کہ 1982 میں بحرین سے والدین کو ملنے آئی ہوئی تھی ۔ جب حضور سے ملنے گئی تو ابا جان بھی ساتھ ہی تھے ۔میں بچوں سمیت حضور کے پاس بیٹھی تو ابا جان نیچے قالین پر بیٹھ گئے تو حضور نے فرمایا کہ نہیں اوپر بیٹھو۔حضور نے بہ اصرار فرمایا تو ابو جان پھر کرسی پر بیٹھ گئے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی نوازشات کا ذکر تو بہت طویل ہے۔حضور کی وفات کے موقع پر آپ اسلام آباد میں موجود تھے ۔آتے ہوئے ربوہ سے حضرت خلیفۃ المسیح کے جنازہ کے ساتھ بیٹھنے کا شرف بھی ابا جان کو ملا۔میرے ابو جان کی وفات والے دن محترمہ بیگم صاحبزادی آصفہ صاحبہ کو خواب آیا جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو بوقت فجر بتایا کہ حضور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کا سامنے والا دانت شہید ہو گیا ہے۔حضور نے فرمایا کہ فجر کے وقت میں نے بہادر شیر کو غور سے دیکھا تو وہ ٹھیک ٹھاک تھا۔نماز فجر کے بعد میرے ابو جان جب

ڈیرے پر دودھ لینے گئے تو راستہ میں پل کے پاس احمد نگر ہارٹ فیل ہو گیا۔ اور انہوں نے اپنی جان اپنے خالق کے سپرد کر دی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وفات سے ایک دن قبل میرے ابوجان نے میری امی جان کو بتایا تھا کہ آج رات مجھے میرے آقا حضور الثالث نظر آئے ہیں۔ میں بہت خوش ہوں۔ ایک گرین کپڑے پر ناصر احمد لکھا ہوا مجھے دکھایا گیا۔ مگر اس کی سمجھ نہیں آئی۔ میرے ابو تو عہد جوانی میں چلے گئے۔ مگر ہمیں خلافت کی برکتوں سے نہال کر گئے۔ آپ کی سب اولاد خلافت سے وابستہ ہے اور دیار مغرب میں آباد ہے۔ آپ کا ایک بیٹا ایک پوتا، ایک نواسہ مربی سلسلہ ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر









حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر







حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





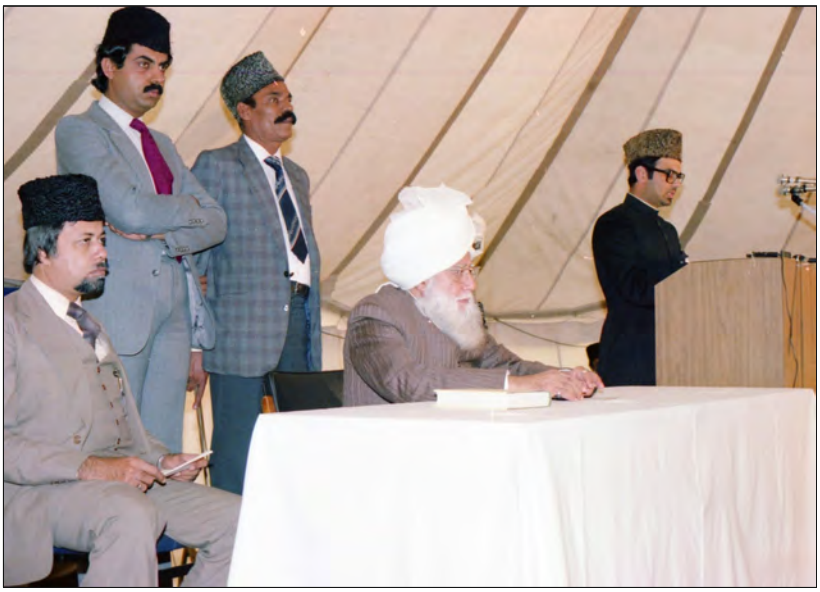
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر



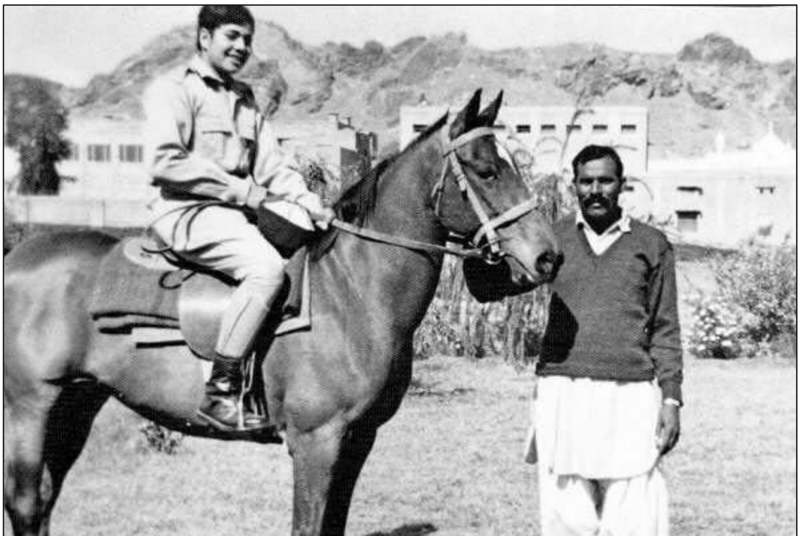


حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر

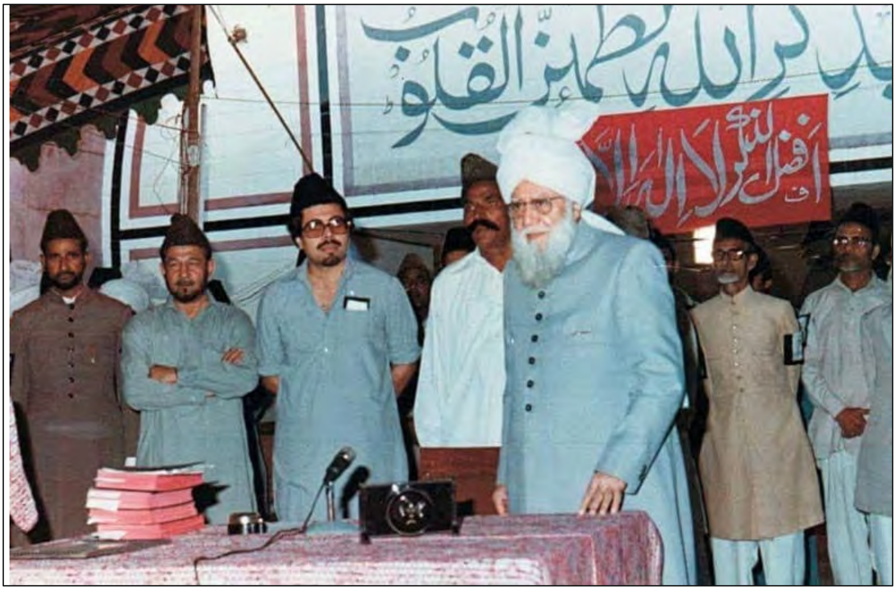








حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر

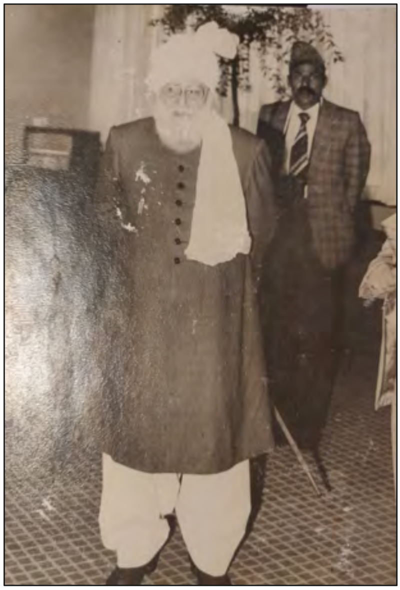




حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر



حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر









حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر









حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر







حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر





حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر

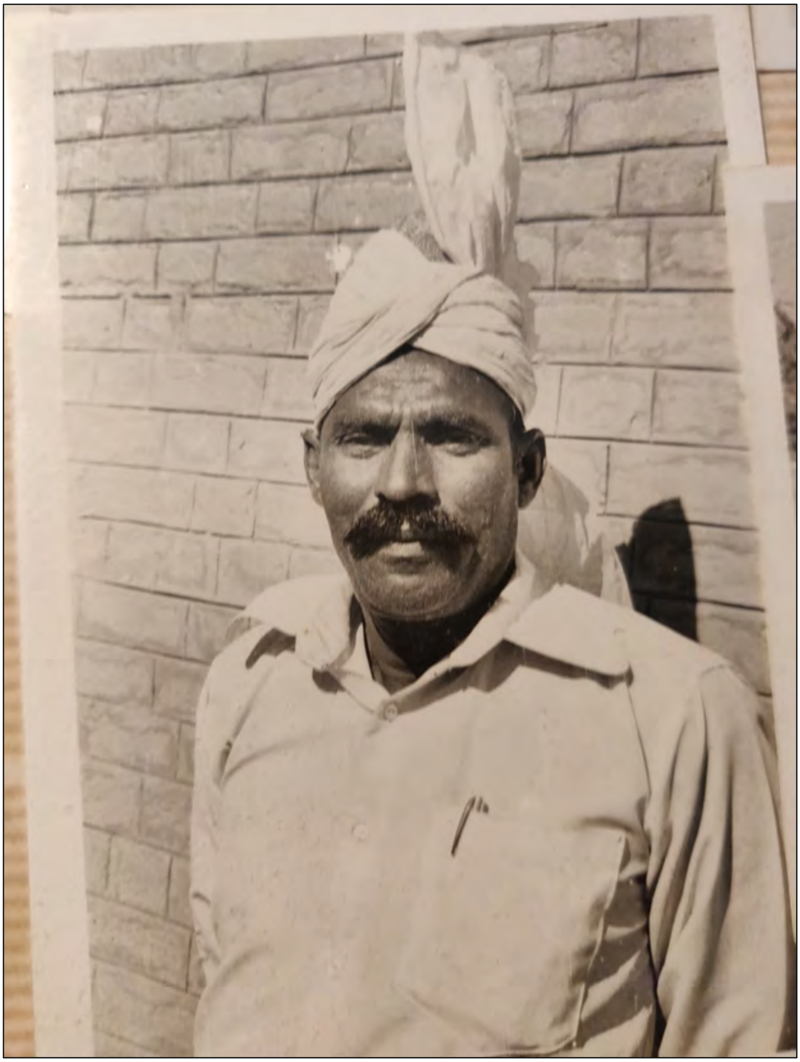








حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی یادگار تصاویر



مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی چند یادگار تصاویر

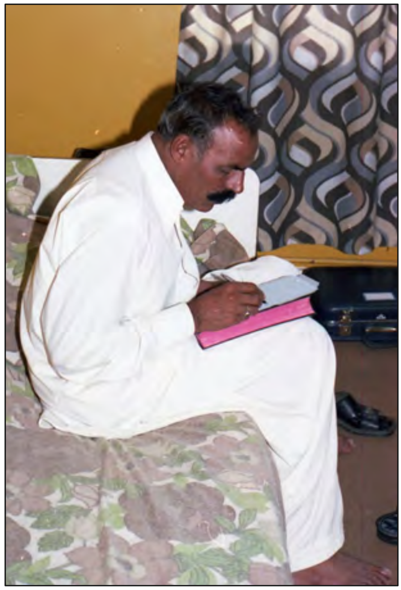




مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی چند یادگار تصاویر



مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی چند یادگار تصاویر







مکرم بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی نرینہ اولاد کی تصاویر



مکرم طاہر احمد صاحب



مکرم مولانا محمود احمد امیر صاحب مربی سلسلہ

مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی چند یادگار تصاویر





مکرم ناصر احمد بہادر شیر کاٹھگڑھی صاحب کی چند یادگار تصاویر







میرے پیارے ماموں جان۔ناصر احمد بہادر شیر خاں کا ذکر خیر

محبوب احمد قمر ربوہ

پیارے ماموں جان کی یادیں واقعات تو اتنے ہیں کہ نہ ہی ان کو لکھ سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو بھول سکتے ہیں۔ان کی یاددوں کی کتاب بھی لکھنا نا کافی ہے۔آپ کا نام ناصر احمد بہادر شیر ولد چوھدری محمد علی شاھی قد ماشاء اللہ چھ فٹ آنکھیں بڑی، چھاتی چوڑی اور رنگ گندمی تھا۔شیر جوان تھے اس لئے۔پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کا نام بہادر شیر رکھا تھا یہ اعزاز بھی آپکو پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے عطا کیا۔آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ساتھ یورپ کے دورے کی توفیق بھی ملی۔دو دفعہ آپ یورپ کے دورے پر گئے۔دوسری مرتبہ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ سپین میں پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے اور اس کا افتتاح کرنے کی بھی پیارے خلفاء کے سعادت ملی۔

پیارے ماموں جان بہت ہی خوبیوں کے مالک تھے۔آپ بہت ہی محبت پیار اخلاق اور احساس کے مالک تھے۔ہر کسی سے محبت پیار اخلاق سے ملنا آپکا شیوہ تھا ہر کسی کے دکھ درد اور تکلیف کا احساس کرتے تھے بہت ہی شفیق انسان تھے۔پورے خاندان سے بھی آپکا بہت تعلق تھا ربوہ میں جو کوئی رشتہ دار آتا آپ کے ہی گھر ٹھہرتا۔اپنوں اور غیروں کا سب کا خیال اور احساس کرتے تھے۔میرے ماموں جان اور میری امی جان دو ہی بہن اور بھائی تھے۔آپس میں بھائی اور بہن کا اتنا پیار اور محبت مندا احساس تھا کہ آج کے دور میں اس کا کوئی تصور نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی ایک جھلک محسوس ہوتی ہے۔ہمارا سارا خاندان انڈیا سے ہجرت کرنے کے بعد چک نمبر 2T.D.A ضلع خوشاب میں رہائش پذیر ہوا وہاں سب کو زرعی زمین الاٹ ہوئیں اور گاؤں کو بھی

خود آباد کیا۔ آپ کا ہندوستان میں گاؤں کا ٹھ گڑھ اور ضلع ہوشیار پور تھا۔ خاندان میں سب سے پہلے ماموں جان ہی تھے جو ربوہ میں آئے پیارے خلفاء کے ساتھ حفاظت خاص میں نوکری کی توفیق ملی۔ قصر خلافت میں رہائش پذیر ہوئے۔ پھر ابا جان کو ماموں جان نے اپنے پاس ربوہ میں بلوایا اور اپنے پاس رکھ کر نوکری پر لگا یا۔ مجھے اتنا یاد ہے غالباً میاں صاحبزادہ اظہر احمد کے پاس نوکری کرتے تھے۔ پھر 1976 میں ماموں جان نے ہمیں ربوہ شفٹ کیا۔ محلہ باب الا بواب میں جس مکان میں ہم رہائش پذیر ہوئے اس کا کرایہ 30 روپے تھا۔ پھر ہم سب کا ایک دوسرے گھروں میں آنا اور راتوں کو رہنا معمول بن گیا۔ قصرِ خلافت سے باب الا بواب دن میں پیدل دو دفعہ بھی ایک دوسرے کے گھر آتے جاتے تھے۔ بہت ہی محبت اور پیار سے وہ دن اور وہ وقت گزرا جو کہ آج کے دور میں بہت کم ہے۔ اس دور میں نہ ہی کوئی رکشہ سائیکل ہی بہت کم لوگوں کے پاس ہوتا تھا۔ پیدل ہی زیادہ تر جاتے تھے جہاں بھی جاتے تھے۔ جب ہم گاؤں سے ربوہ آئے تو میں اس وقت چہارم جماعت میں پڑھتا تھا۔ گاؤں سے ہم اپنے ساتھ ایک بکری بھی لائے جو کہ دودھ زیادہ دیتی تھی۔ ماموں جان نے کہا کہ اس کا چارہ احمد نگر سے لایا کرو۔ جو کہ سوئی گیس روڈ کے ساتھ ماموں جان کی ذاتی ملکیت زمین تھی۔ جو کہ اللہ کے فضل سے اب بھی ماموں جان کی اولاد کے پاس ہے۔ وہاں سے میں سائیکل پر چارہ لے کر آتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ماموں جان عید الفطر والے دن ہمارے گھر آئے اور آتے ہی کہتے میری بہن ناصو کدھر ہے۔ ناصرہ نہیں کہا پیار سے ناصو کہا جو کہ مجھے آج بھی یاد ہے اتنا محبت اور پیار ہوتا تھا۔ حالانکہ ماموں جان کے پاس وقت بہت ہی کم ہوتا تھا۔ ہر وقت حضور خلیفہ وقت کے ساتھ رہتے تھے۔ 5 نمازوں پر اکثر شام کو حضور اپنی زمین پر بھی جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے بھی ماموں جان اپنے ساتھ حضور کی زمین پر لے کر گئے کہ یہ حضور کی زمین ہے۔ 1977ء کی بات ہے جب پاکستان میں الیکشن ہوا ذوالفقار علی بھٹو کا دور تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ جب ووٹ ڈا

لینے آئے تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں جو کہ ہمارے گھر کے بالکل قریب تھا میں بھی وہاں محلے کے لڑکوں کے ساتھ الیکشن دیکھنے تعلیم الاسلام کالج میں چلا گیا۔ جب حضور آئے ووٹ ڈالنے صبح کا وقت تھا ہم سب لڑکے اس طرف گئے کہ حضور آئے ہیں تو ماموں جان نے مجھے دیکھ لیا کہتے تم ادھر کیا کررہے ہو۔ پھر ماموں جان نے مجھے گاڑی میں اپنے ساتھ بٹھایا اور قصر خلافت لے گئے۔ گھر میں مامی جان اور باجی جان کو کہتے یہ بھی ووٹ ڈالنے آیا تھا اس کو میں لے آیا ہوں یہ سب باتیں اور یادیں نہیں بھول سکتے۔ یہ الیکشن 1977ء کا آخری الیکشن تھا جس میں احمدیوں نے ووٹ ڈالے اس کے بعد ووٹ نہیں ڈالے۔ میں آٹھویں جماعت میں پاس ہوا تو ماموں جان نے مجھے گھڑی لے کر دی بازار سے ماموں جان کے دوست تھے کامران گول بازار میں وہ بھی مجھے یاد ہے وہاں سے اس وقت گھڑی بھی کسی کسی کے پاس ہوتی تھی بہت کم لوگوں کے پاس میرے دوست کہتے یہ تم نے کہاں سے لے لی ہے میں نے کہا یہ میرے ماموں جان نے مجھے لے کر دی ہے۔

ہمارے گھر میں ایک چکی ہوتی تھی جو ہم گاؤں سے لائے تھے اپنے ہاتھ سے آٹا بیسن یا اور کوئی چیز پیسنی ہو تو اس سے پیسا کرتے تھے اکثر لوگ ہمارے گھر میں آتے تھے تو مجھے یاد ہے کہ مامی جان حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جو روٹی کھاتے تھے اس میں گندم جو مکئی مکس آٹا ہوتا تھا۔ تو اکثر مامی جان امی جان اور بڑی آپا وہ آٹا پیسا کرتے تھے یہ سب باتیں مجھے آج تک یاد ہیں مامی جان وہ آٹا پیسنے کے لئے لاتی تھیں۔

1982ء کی بات ہے میری دونوں بڑی بہنیں راشدہ اور امت الوحید کی شادیاں تھیں۔ بڑی باجی اور احمد محمود بھی ہمارے گھر میں ہی رہتے تھے کیونکہ شادیوں کے دن قریب تھے۔ میں اور احمد محمود کسی کام کیوجہ سے ماموں کے گھر گئے تو ماموں جان نے احمد محمود کو اور مجھے بھی کہا کہ ادھر کیا کرنے آئے ہو جاؤ ادھر کام کرو ادھر نہیں آنا بڑی سختی سے احمد محمود کو کہا جب تک بہنوں کی شادیاں نہیں ہو جاتیں ادھر نہیں آنا۔ اتنا ہی احساس اور ہمدردی تھی استقبال کے لئے ڈیکوریشن گیٹ

بھائی جان نے بنایا۔ ابا جان نے جو بھی مشورہ دیا یا کام کرنا ہو تو ماموں جان سے صلاح اور مشورہ بھی کرتے اتنا اعتماد، پیار، محبت، اتفاق، احساس، ہمدردی اور ایک دوسرے کی فکر تھی کہ آج کے دور میں اس کی ایک جھلک بھی نظر نہیں آتی۔ ابا جان ماموں جان کے گھر میں بہت عرصہ رہے اور آپس میں بچوں کے ساتھ ابا جان کا بہت پیار اور محبت تھی۔ عزت اور احترام تھا ابا جان کو قرآن شریف نہیں آتا تھا۔ قرآن شریف بڑی باجی جان پروین اختر نے ابا جان کو سارا پڑھایا میں اس وقت چھوٹا تھا کہ ایک دن میں نے باجی جان کو قرآن شریف پڑھاتے ہوئے دیکھا تو باجی جان بڑے ہی ادب سے چچا جان ایسے نہیں ایسے پڑھو بار بار ایک لفظ کو کہا چچا جان ایسے پڑھو ایسے پڑھو۔ وقت تو وہ اب گزر گیا ہے کیونکہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا مگر وہ یادیں اور باتیں نہیں بھول سکتے۔

مسجد مبارک میں نماز پڑھنے جانا خلیفہ وقت کی امامت میں تو بعض دفعہ لیٹ ہو جاتے تھے۔ کیونکہ بچے تھے جب اللہ اکبر ہوتی پھر بھاگ کر جانا کہ نماز کھڑی ہو گئی ہے۔ نماز پڑھ کر گھر آنا تو ماموں جان نے کہنا کہ آج تم سب لیٹ آئے ہو سختی سے بھی کہنا کہ نماز پڑھنے پہلے آیا کرو جب اللہ اکبر ہوتی ہے نماز کھڑی ہوتی ہے تم سب اس وقت آتے ہو۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ غلط ہے۔ ہر بات اور کام سمجھایا کرتے تھے کہ ایسے نہیں ایسے کرنا ہے بڑے پیار اور محبت سے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نماز مغرب کے بعد مسجد مبارک میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مجلس عرفان کے لئے بیٹھا کرتے تھے میں بھی اجلاس میں شامل تھا تو ایک آدمی جس نے پاؤں سے لے کر سر تک اپنے آپ کو ڈھانپا ہوا تھا۔ کیونکہ سردیوں کے دن تھے۔ وہ مرداب کے بالکل تیسری صف میں بیٹھا تھا میں بھی اس کے قریب ہی بیٹھا تھا کہ حضور کو دیکھیں گے۔ تو ماموں جان نے اس کو اشارہ سے کہا کہ چادر اُتارو وہ شخص نہ سمجھا میں بھی دیکھ رہا تھا کیونکہ اس شخص نے اپنا چہرہ، بازو اور پاؤں سب چادر کے اندر ڈھانپے ہوئے تھے جب اس نے نہ اُتاری تو دوسری دفعہ ماموں جان نے بڑے جذبات میں اپنی دائیں بازو گھوما کر کہا اس کو یہ چادر اُتارو جو اوپر لی ہوئی ہے۔ کیونکہ ماموں جان کا اتنا

جذبات میں اشارہ تھا کہ اکثر لوگ ماموں جان کی طرف دیکھنے لگ گئے پھر شخص نے فوراً اپنے اوپر سے چادر اُتار دی۔ یہ سارا واقعہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ یہ واقعہ آج تک اپنی آنکھوں میں اسی طرح دیکھتا ہوں۔

جون 1982ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی اسلام آباد میں وفات ہوئی تو ماموں جان حضور کے جسد خاکی کے ساتھ اسلام آباد سے ربوہ بیٹھ کر آئے یہ اعزاز بھی ماموں جان کو حاصل ہے ۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ آپ کے ساتھ بہت محبت پیار کرتے تھے۔آپ بھی بہت بہادر اور وفادار تھے ہر وقت حضور کے ساتھ رہتے تھے۔ جب بھی حضور کے ساتھ ہوتے بڑی نظر اور ہوشیاری سے ہر طرف اور ہر چیز پر نظر رکھتے۔ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ دفتر پرائیوٹ سیکریٹری میں رات کے وقت تحریری کام میں مصروف تھے تو ماموں جان بھی آپ کی حفاظت کیلئے ساتھ تھے رات کے تقریباً 12 بجے کا ٹائم ہو گیا حضور کام بند کر کے چلے گئے۔حضور کو کوئی کام یاد آیا آپ دوبارہ واپس دفتر آ گئے ماموں جان فوراً اور جلدی گھر نہیں آئے ماموں جان ادھر ہی رہے کہ حضور گھر پہنچ جائیں گے تو ہر طرف اچھی طرح چیک کر کے جاؤں گا۔ جب حضور واپس آ کر دفتر میں بیٹھ گئے تو ماموں جان بھی حضور کے پیچھے آ کر بیٹھ گئے حضور نے سمجھا بہادر شیر تو چلا گیا ہو گا ۔وقت بھی کافی ہو گیا ہے۔اچھا ہوا وہ چلا گیا۔ جا کر آرام کرے۔تھوڑی دیر گزرنے کے بعد حضور نے اس طرف دیکھا جہاں ماموں جان ڈیوٹی دے رہے تھے۔تو حضور نے بڑی شفقت سے کہا کہ بہادر شیر تم گئے نہیں تو ماموں جان نے کہا حضور آپ نہیں گئے تو میں آپ کو کیسے چھوڑ کر جا سکتا ہوں۔حضور نے کہا میں نے کہا اچھا ہوا بہادر شیر چلا گیا ہے وقت کافی ہو گیا۔حضور ماموں جان کی اس بات پر بہت حیران اور خوش ہوئے۔اتنی ذمہ داری اور وفاداری تھی۔ یہ واقعہ میں نے ماموں جان سے خود سنا تھا۔ جب باجی پروین اور باجی شاہین کی شادی کے بعد ہم دونوں گھروں کے سب فرد ایک دن کے لئے دریائے چناب پر پکنک بھی منانے گئے تھے سردیوں کے دن تھے۔صبح گئے

اور شام کو واپس آئے وہاں پر دوپہر کا کھانا کھایا۔تصویریں بھی بنوائی تھیں۔ بہت ہی پرانا واقعہ یاد آ گیا ہے چک نمبر 2T.D.A چنے کی بوریاں پڑی ہوئی تھیں گھر میں ماموں جان اور امی جان ہی تھے اور کوئی نہ تھا۔تو بارش آ گئی تو ماموں جان نے کہا ناصرہ آؤ ادھر بوریاں اندر اٹھا کر رکھیں بارش آ گئی ہے چنے خراب ہو جائیں گے۔ ماموں جان نے امی جان کی بازو پکڑی دونوں بھائی اور بہن نے ساری چنے کی بوریاں اُٹھا کر اندر کمرے میں رکھ دیں۔غالباً یہ واقعہ شادیوں سے پہلے کا ہوگا۔

واقعات اور یادیں تو بہت ہیں بیماری کیوجہ سے چند ہی لکھ سکا ہوں۔اکتوبر 2018ء میں بیمار ہوا پہلے فیصل آباد میں اپریشن ہوا وہاں جو رپورٹ آئی اس میں ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ کو کینسر ہے پھر 11 جنوری 2019ء کو لاہور شوکت خانم میں کینسر کا اپریشن ہوا اس بیماری ،غم اور دکھ میں میرے ماموں زاد بھائی رانا عبدالرزاق خاں اور بہن نے میرا بہت ساتھ دیا میرے اس غم ،دکھ اور درد میں شامل ہو کر مجھے حوصلہ اور ہمت دی اور اس مشکل اور پریشانی میں میرا ساتھ دیا۔ باجی جان پروین باجی جان شاہین بھائی جان طاہر احمد اور احمد محمود امیر جماعت فجی نے بہت خیال کیا ہر وقت رابطے میں رہے۔اللہ تعالیٰ ان سب بھائی بہنوں کو جزا دے اور فضلوں اور رحمتوں سے ہمیشہ نوازتا رہے۔

اب اس تحریر کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں پیارے ماموں جان 52 سال کی عمر میں مورخہ 22 مارچ 1983ء صبح کے وقت ہم سب اور اس دنیا کو چھوڑ اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے اللہ آپ کے درجات بلند سے بلند کرے جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے (آمین)۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مورخہ 23 مارچ 1983ء کو آپ کی نماز جنازہ پڑھائی خلافت سے انتہائی عقیدت اور محبت تھی۔ بلا لیا تیرے ناصر نے اپنے پاس تجھے۔

پیارے ابا جان ناصر احمد بہادر شیر

شاہین اختر

میں ابا جان کے بارے میں کیا لکھوں جب سوچنے بیٹھتی ہوں تو بس پیار ہی پیار نظر آتا ہے۔ کوئی بھی بات ایسی نہیں ہوتی تھی جس سے ان کا پیار نہ جھلکتا ہو۔ وہ تو پیار کا ایک خزانہ تھے جو ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اس پہ اے دل تو جاں فدا کر

جو سب سے پہلی یاد مجھے یاد آتی ہے وہ یہ کہ میں 8 یا 10 سال کی تھی اور میری چھوٹی بہن مجھ سے دو اڑھائی سال چھوٹی ہوگی۔ ہم ایک Hair band کے لئے بحث کر رہے تھے ابا جان نے دروازے میں سُنا کہ ایک Hair band ہے اور دونوں لینا چاہتی ہیں پس وہیں سے واپس چلے گئے۔ ہمیں تو کوئی علم نہیں تھا جب واپس آئے تو جیب میں سے بہت سارے band نکال کر دیئے۔ ہم ایک دوسرے کا مُنہ دیکھنے لگے کہ ابا جان کو کیسے معلوم ہوا بعد میں امی جان نے بتایا کہ ابا جان سُن کر باہر سے واپس بازار گئے اور لے کر آئے۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ ہماری چھوٹی چھوٹی خوشی اور خواہش کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔ ابا جان کے بہت سارے کزن تھے سب گاؤں میں مقیم تھے انکا ربوہ آنا جانا رہتا تھا سب آ کر ابا جان کے پاس ٹھہرتے تھے ہم نے بچپن سے لے کر ابا جان کی وفات تک دیکھا کہ ہر وقت مہمان گھر میں موجود رہتے۔ ابا جان کے اخلاق کی وجہ سے ماشاءاللہ سب کا آنا جانا تھا۔ ابا جان امی کو ہمیشہ کہتے میرے لئے کچھ بچے یا نہ، بچوں کو اور مہمانوں کے لئے ہمیشہ کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے۔ کبھی سالن والی دیگچی اور روٹی والا تھال خالی نہیں ہونا چاہیے۔ ہر آنے جانے والے کا خیال رکھتے۔ اللہ میاں ان کے درجات بلند کرے۔ حضور سے

اتنی محبت کہ کبھی امی جان کہیں جانے کا کہتیں تو کہتے میرا دل بس حضور کے قدموں میں رہنے کو چاہتا ہے۔ یہاں سے باہر جانے کو تو دل ہی نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ابا جان کو تین خلفاء کرام کی خدمت کا موقع دیا۔ جن کے مجھے کئی واقعات یاد ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے پیار کا ایک واقعہ بتا دیتی ہوں۔ حضور مری تشریف لے گئے ابا جان بھی باڈی گارڈ کے طور پر ساتھ تھے۔ وہاں رات کو ڈیوٹی پر تھے کہ کُرسی پر بیٹھتے ہی نیند آ گئی۔ پیارے حضور ٹہلتے ہوئے وہاں تشریف لے آئے اور ابا جان کو سوتے ہوئے پایا۔ پاس کھڑے رہے دور سے ایک اور باڈی گارڈ دوڑتا ہوا آیا حضور نے انگلی سے اشارہ کیا کہ بولنا نہیں اسے سونے دو۔ جب حضور اندر تشریف لے گئے تب آنکھ کھلی تو اس باڈی گارڈ نے بتایا۔ ابا جان کہتے ہیں کہ میں کافی پریشان ہوا کہ مجھ سے اس غفلت کی وجہ سے ساری رات سو نہ پایا۔ ظاہر ہے یہ غلطی تو بہت بڑی تھی، مگر قربان جائیں ان پیار کرنے والی ہستیوں کے۔ صبح کے گیارہ بجے ابا جان کو بلاوا آیا کہ حضور نے یاد فرمایا ہے۔ ابا جان کہتے کہ میں ڈرتے ہوئے گیا تو حضور نے فرمایا رات خوب سوئے۔ میں نے جواب دیا حضور غلطی ہو گئی پتہ نہیں کیسے نیند آ گئی۔ حضور مسکرائے اور کیلوں کے باکس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اچھا جاؤ یہ کھاؤ جا کر۔ سبحان اللہ کیسا پیار تھا۔ اور بھی بہت سارے واقعات ہیں جو مجھے یاد ہیں مگر میں اسی پر اکتفا کرتی ہوں۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی وفات ہوئی تو کچھ دن ابا جان بہت اداس رہے پھر ہمیں پیارے حضور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی صورت میں نئی خلافت دے دی۔ الحمد للہ۔ ابا جان 24 گھنٹے میں سے بس 5 یا 7 گھنٹے گھر آتے باقی پورا ٹائم دفتر میں ہی یعنی قصرِ خلافت میں ہی گزارتے۔ ہر وقت مُنہ پر درود شریف رہتا۔ ہم امی سے پوچھتے امی ابا جان کیا پڑتے رہتے ہیں تو امی کہتی حضور کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ اور جماعت کے پھلنے پھولنے کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔ میں جب چھوٹی تھی تو میں نے ابا جان کو کئی دفعہ سجدے میں روتے سُنا جب دن میں امی کو بتاتے تو امی کہتی وہ

تہجد میں اکثر دعائیں کرتے ہوئے روتے ہیں۔خلیفۃ المسیح الرابع کا ایک واقعہ بیان کرتی ہوں کہ جو حضور کے خلیفہ بننے کے بعد پہلا رمضان آیا تو حضور دفتر ہی میں روزہ افطار کرتے تھے۔ابا جان بھی دفتر ہی میں حضور کے کمرے کے باہر ہوتے تھے۔اور باڈی گارڈ اور افسر حفاظت بھی موجود ہوتے تھے۔پیارے حضور افطاری کے بعد آدھا پانی کا گلاس دروازے کے پاس آ کر ابا جان کو پکڑا دیتے۔اس طرح تبرک ابا جان کو مل جاتا اور وہ بہت خوش ہوتے ہمیں روزانہ آ کر بتاتے۔ہم بھی بہت خوش ہوتے کہ ابا جان کتنے خوش قسمت ہیں کہ روزانہ ہی تبرک مل جاتا ہے۔پھر ایک دن ایسا آیا کہ ابا جان کہتے کہ میرے دوسرے دوست کچھ ناراض ہوتے ہیں کہ یہ موقع ہمیں نہیں ملتا کل سے میں ذرا پیچھے کھڑا ہو جاؤں گا تا کہ ان کو موقع ملے۔مگر اگلے دن ابا جان کی خوشی ان کے ہر انداز سے پتہ چل رہی تھی۔جب گھر آئے تو بتایا کہ میں دروازے سے ہٹ کے کھڑا ہو گیا کہ حضور دوسروں کو تبرک دے دیں مگر حضور نے دروازے سے نکلتے ہی کہا کہ بہادر شیر کہاں ہے۔جیسے ہی میں آگے آیا مجھے پانی کا گلاس پکڑا دیا۔دوسرے سارے دوست بھی خوش ہوئے اور کہنے لگے یہ خدا نے تمہارے حصے میں ہی خوش قسمتی لکھ دی ہے۔کیا ہی پیاری روحیں ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔

1978 میں میری شادی ہوئی میرے خاوند جرمنی چلے گئے بعد میں میرے بیٹا پیدا ہوا۔چار سال بعد میرے خاوند واپس آئے۔ان چار سالوں میں میرے بیٹے کا اور میرا بے حد خیال رکھا کبھی کسی چیز کی کمی نہ ہونے دی۔بازار صبح کو روزانہ لے کر جاتے جس چیز پہ ہاتھ رکھتا وہ لے کر دیتے۔جب میں کہتی کہ ابا جان آپ کیوں اتنی چیزیں لے کر دیتے ہیں تو کہتے اسے یہ احساس نہ ہو کہ اس کے والد یہاں نہیں ان چار سالوں میں میرے بچے کو بے حد پیار دیا۔جب وفات ہوئی تو انکی جیب میں اس کے لئے ٹافیاں اور ایک چھوٹی سی Ball نکلی تھی۔اللہ میاں انکے درجات بلند کرے۔

پیارے ابا جان ناصر احمد بہادر شیر کا ذکر خیر

بشریٰ نسرین

میرے والد ناصر احمد بہادر شیر پیار کا خزانہ تھے۔ہم سات بہن بھائی تھے ہر ایک کو لگتا تھا کہ ابو مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔ہماری ہر جائز ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اگر انہیں مزدوری بھی کرنی پڑتی تو کر لیتے لیکن اپنی اولاد کو ہر خوشی دی سب کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا۔لوگو ں کے لئے بہت سخت تھے لیکن اولاد کے لئے بہت نرم۔تربیت کے لحاظ سے تیر کی نظر لیکن سونے کے نوالے دینے والے والد تھے۔ہم نے تو جب سے ہوش سنبھا لا ہم نے اپنے والد کو خدمت دین میں مصروف پایا۔ہمیشہ کہتے کہ جب سے خلیفہ وقت کے قدموں میں آیا ہوں اللہ نے مجھ پر بہت فضل کئے ہیں۔خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو آپ پر بہت اعتماد تھا (نصرت آباد) میں زمین لی تو میرے ابا جان کو وہاں بھیجا۔کافی خطرناک علاقہ تھا زہریلے سانپ، بچھو اُدھر بہت زیادہ تھے ۔میرے ابو نے وہاں ایک بہت بڑا اور زہریلا سانپ مارا تھا جس سے وہاں کے لوگ کافی خوف زدہ تھے۔وہ لوگوں کا راستہ روکے رکھتا تھا۔

احمد نگر کی زمینوں کی ذمہ داری بھی ابا جان کے سپرد کر دی تھی۔روزانہ رات کو میرے ابو حضور کے پاس جاتے ان کے پاؤں دباتے اور ساری رپورٹ دیتے جب واپس آتے تو بہت خوش ہوتے کہ میرا خلیفہ مجھ سے خوش ہو گیا۔خدا تعالیٰ کا خاص فضل کہ اللہ نے ہمارے ابا جان کو خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے آخری دورہ یورپ اور خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پہلے دورہ یورپ پر ساتھ جانے کی تو فیق دی۔مسجد بشارت کی بنیاد اور افتتاح پر میرے والد دونوں خلفاء کے ساتھ گئے۔میرے ابو بہت عاجز انسان تھے۔اگر کوئی کچھ کہہ بھی لیتا تو کبھی دل پر نہیں لیتے تھے۔اپنے ہوں یا غیر سب کا خیال رکھتے تھے۔جب کوئی ضرورت مند آتا تو کوشش کرتے کہ اسکی ضرورت ضرور پوری

کریں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات پر جب ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا تو میرے ابو ایمبولینس میں جنازے کے ساتھ آئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ بھی آپ کو بہت محبت تھی۔جب رمضان میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے گھر سے افطاری آتی تو پیارے حضور کھجور کا تبرک ابو کو دیتے اور آدھا گلاس پانی بھی۔محترم محمد اسلم منگلا صاحب پرائیویٹ سیکرٹری بھی وہاں موجود ہوتے۔ایک دن منگلا صاحب نے وہ پانی لینا چاہا تو حضور نے فرمایا یہ صرف بہادر شیر کا حق ہے۔جس دن میرے ابو فوت ہوئے فجر کی نماز پڑھا کر حضور جب گھر میں داخل ہوئے تو آپ فرماتے ہیں کہ میں نے بہادر شیر کو آواز دی۔مجھے سمجھ نہیں آیا کہ میں کیوں پریشان ہوں۔جب کوئی بات نہ ہوئی تو اتنا کہ سات بجے دفتر آجانا۔ابو نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور امی جان کو اتنا کہا کہ میں نے سات بجے جانا ہے۔احمد نگر زمینوں پر گئے۔راستے میں ہی دل کا دورہ پڑا اور ٹھیک سات بجے گھر آگئے۔ڈاکٹر لطیف قریشی کو بلایا گیا جس نے بتایا کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔ابا جان کی وفات پر ہم غم کے ماروں کا غم کم کرنے کے لئے پیارے خلیفۃ المسیح الرابع ہمارے گھر تین بار تشریف لائے۔میرے ابو کے چہرے پر بوسہ دیا ہم سب کی بہت ڈھارس بندھائی اور ہم سب کو اپنے گلے لگایا۔میرے ابو کے جنازے کو کندھا بھی دیا۔ہم ناچیز گناہگار ہیں۔اتنی بڑی ہستی ہمارے گھر تشریف لائی۔یہ صرف ہمارے ابو کا پیار اور حضور کی شفقت تھی۔والد کی کمی تو کبھی پوری نہیں ہوسکتی۔لیکن ان کی دعائیں اور خلافت کی شفقتیں ہمارے ساتھ ساتھ ہیں۔ہم سب بہن بھائی خوش وخرم اور صاحب اولاد اور یورپ میں سیٹ ہیں۔ایک بھائی احمد محمود مربی سلسلہ فجی اور اس کا بیٹا بھی کنیڈا میں مربی بن رہا ہے۔ہم دعا گو ہیں کہ اللہ میرے والد کے درجات بلند رکھے۔



محترم ناصر احمد صاحب بہادر شیر

مجید احمد سیالکوٹی لندن

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ہی دشمن احمدیت کا بھی خطرناک طوفان اُٹھا اور قادیان میں بھی انہوں نے حملے کئے۔

عدُو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

1953ء کا پرآشوب دور ایک اور طرح کا سونامی لیکر اُٹھا وہ بھی اپنی موت مر گیا۔ لیکن اس کی چنگاری سلگتی رہی انہوں نے چاقو کو زہر آلود کیا اور کرایہ پر قاتل لیا اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود خلیفۃ المسیح الثانی ؓ پر ایک کاری حملہ کیا جس دن مسجد مبارک ربوہ شروع ہوگئی۔ حضور بھی ٹارگٹ ہوئے اور دوسرے چند اشخاص بھی اس حملہ آور کو پکڑتے ہوئے زخمی ہوئے۔ اس سانحہ کے بعد جماعت نے حفاظتی عملہ کو بڑھایا اور اپنی ذمہ داری کو خوب سمجھا۔ خلیفۂ وقت کی اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی ہے لیکن عملہ کو ڈیوٹی سونپی جاتی ہے کہ اردگرد کے ماحول پر خبری نظر رکھے اور شر پسند کو حملہ اور نقصان پہنچانے کا موقع نہ دے۔ الحمد للہ اس ڈیوٹی پر متعین افراد نے جانثار وفادار ہونے کا ثبوت دیا اور خلیفۂ وقت کی حفاظت کی ڈیوٹی کو خوب سرانجام دیا۔ مکرم ناصر احمد بہادر شیر ایک ایسی شخصیت تھے جو اپنی مثال آپ تھے بہادر، نڈر جرات مند اتنے کہ اپنی جان نثاور کرنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے۔ آپ افسر عملہ حفاظت مقرر ہوئے۔ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ؒ دور میں آپ نے بڑی ذمہ داری سے ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دیئے اور حضور کے منظورِ نظر ہوئے اور آپ ؒ نے ہی ان کو انکی بے لوث خدمات کو دیکھتے ہوئے ان کو بہادر شیر کا اعزاز عطا فرمایا۔ یہ ایک بہادر شیر کی طرح چاک و چو بند نظر آتے۔ چھوٹی چھوٹی داڑھی اور معقول قسم کی

بارُعب مونچھیں جو چہرہ پر خوب جچتی تھیں اور چہرہ کو بارُعب بنائے رکھتی تھیں۔ بہادر شیر کی چمکدار آنکھیں اس کے مردانہ حسن اور رُعب کو دوبالا کرتی دکھائی دیتی تھیں۔ ان کا قد بھی ماشاءاللہ چھ فٹ سے زیادہ تھا جن کی وجہ سے ایک نارمل نوجوان کے مقابلہ میں نمایاں نظر آتے تھے۔ آپ چونکہ ڈیوٹی کے فرائض اور ذمہ داری کا خوب ادراک رکھتے تھے اس لئے ورزش میں باقاعدہ تھے بالخصوص صبح کی نماز کے بعد پیدل چلنا اور ورزش کرنا ان کا معمول تھا

مجھے تو ان سے اس وقت واسطہ پڑا جب 82۔1981ء میں حضور نے خاکسار کی تقرری کوٹھی بیت الفضل 3/ F8 اسلام آباد میں فرمائی۔ بہادر شیر بھی حضور کے ساتھ آتے۔ آپ اپنے سٹاف کا قریبی کمروں میں قیام کا بندوبست کرتے اور ڈیوٹیاں مختلف پوسٹوں پر لگا کر کوٹھی کو Cover کرتے اور خود کوٹھی کے اندر خاکسار کے کمرہ اور دفتر کے سامنے والے برآمدہ میں ڈیوٹی کیلئے ہمہ وقت موجود رہتے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مضبوط قسم کا ڈنڈا بھی ہوتا۔ آپ اپنی پسند کے سکیورٹی گارڈ بھی اپنے ساتھ لاتے۔ مکرم ناصر سعید صاحب بھی ان دنوں آپ کے ہمراہ ہوتے اور ڈیوٹی سرانجام دیتے۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے صدر صاحب مکرم محمود احمد بنگالی صاحب ہوتے اور اسلام آباد کے قائد ضلع کلیم خاور صاحب اور ریاض صاحب اپنے اپنے حصہ کی ڈیوٹی ادا کرتے۔ ان سب کی ڈیوٹی پر بھی بہادر شیر کی نظر ہوتی لیکن کبھی بھی ان کو محسوس نہیں ہونے دیا کہ وہ ان کا ہی افسر ہے۔ دخل اندازی کرنا انہیں پسند نہیں تھا۔ انہوں نے کہنا مربی صاحب سب ہی ذمہ دار ہیں فرض جان کر انہیں شوق سے نبھاتے ہیں۔

ایک روز جمعہ کی نماز پر حضورؒ کے ساتھ مسجد گئے واپس آئے تو دیکھا کہ کوٹھی کے اندر والے دروازے پر جس گارڈ کی ڈیوٹی ہے وہ کاہلی کا شکار ہو گیا ہے اور چند سیکنڈ حضورؒ کو اندر داخل ہونے میں تاخیر ہوگئی ہے گارڈ پر گھبراہٹ طاری ہونا تو ایک قدرتی امر تھا لیکن میں نے دیکھا بہادر شیر نے اپنے بندے کی نسبت زیادہ گھبراہٹ دکھائی۔ بار بار کہتے یار اس آدمی پر تو مجھے زیادہ اعتبار تھا کہ وہ

نوجوان ہے چوکنا ہے اور فرض شناس ہے۔آج اس سے اتنی چھوٹی سی کوتاہی، سستی کیوں سرزَد ہوگئی ہے۔وقت دے کرفوراً حضورؒ کی خدمت میں اپنی شرمندگی اور دوسرے کی معمولی سی کوتاہی کو اپنے سر لیتے ہوئے بڑی لجاجت سے معافی مانگنے لگ گیا۔حضور معاف کردیں۔میں نے اپنی طرف سے اچھا نوجوان متعین کیا تھا۔میں خود اس کوتاہی کا ذمہ دار ہوں۔حضور نے فرمایا جاؤ اپنا کام کرو آئندہ ایسا نہ ہو۔بہادر شیر خوشی خوشی معافی لیکر باہر آئے اور کہنے لگے مربی صاحب الحمدللہ حضور نے شفقت فرمائی ہے۔اس واقعہ سے میں نے بھی سبق سیکھا اور بہادر شیر کے کریکٹر، خلوص اور ایمان کا قائل ہوگیا۔ورنہ بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ افسر لوگ اپنے سر نہیں لیتے جس پر پڑتی ہے اس کو اور دباتے ہیں یہ کہہ کر بے پرواہ ہوجاتے ہیں کہ اب تم خود ہی بھگتو۔

رات کو میں نے بہادر شیر صاحب سے کہنا کہ میرے کمرے میں سو جائیں۔انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنا مربی صاحب میری ڈیوٹی ہے میں یہیں برآمدہ میں چٹائی ڈال کر کمر سیدھی کرلوں گا۔کیونکہ صبح کی نماز بھی حضور نے یہیں پڑھانی ہے۔ہاں میں وقت سے پہلے آپ کو جگادوں گا کیونکہ آپ نے ہی اذان اور اقامت کہنی ہے۔صبح کی نماز کے بعد پھر دیکھنا کہ بہادر شیر صاحب اسلام آباد F8 / 3 کی سڑکوں پر سیر کے بعد ورزش میں مصروف ہیں اور اپنے جسم کی Fitness پر پوری توجہ دے رہے ہیں۔بڑے سمارٹ تھے، پگڑی بھی ان پر سجتی تھی۔مکرم بہادر شیر صاحب اپنے فرائض منصبی نبھانے کے ساتھ ساتھ عمدہ اخلاق کے بھی مالک تھے۔بڑے پیار سے دیکھنے اور جامعہ کے طلباء یا مربیان کو حضور کے پیچھے صف بندی کیلئے اشارہ کرتے اور سکیورٹی بھی باز شاھین کی نظر سے کرنے اور چُستی بھی ٹائیگر کی سی تھی اور زبان پر ہمیشہ تسبیح وتحمید کیونکہ وہ خلیفہ وقت کی حفاظت پر متعین تھے۔ہاں وہ خلیفہ جو ساری جماعت کی رُوحِ رواں ہے اور Man of God ہے۔اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی جگہ خدمات بجالانے والوں کو دوربین نگاہ عطا فرمائے اور خلوص، ایمان عطا فرمائے۔آمین۔



اخلاص ووفا کا پتلا ایک جری اور نڈر انسان رانا ناصر احمد خاں ’’بہادر شیر‘‘ مرحوم کا ذکر خیر

مسعود احمد دہلوی

افسر حفاظت رانا ناصر احمد خان المعروف ’’بہادر شیر‘‘ واقعی ایک جری، بہادر اور دلیر انسان تھے اور بہادری کیساتھ ساتھ بہت باہمت، حوصلہ مند اور بے خوف و نڈر ہونے میں شیر کہلانے کے بجا طور پر مستحق تھے۔ اور چونکہ ’’بہادر شیر‘‘ کا نام انہیں ان کے دل و جان سے عزیز آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا۔ اس لئے وہ اسی نام سے پکارے جانے کو پسند کرتے تھے۔ اور طبعاً سادہ مزاج ہونے کے باوجود اسی نام سے پکارے جانے پر ایک گونہ فخر محسوس کرتے تھے۔ یوں تو میں انہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے عملہ حفاظت کے ایک مستعد رکن کی حیثیت سے عرصہ دراز سے جانتا تھا، لیکن انہیں قریب سے دیکھنے، ان کی خوبیوں اور اوصاف کا مشاہدہ کرنے اور ان کے اندر کے انسان سے شناسا ہونے کا موقع 1980ء میں اُس طویل رفاقت کے دوران جب انہیں اور مجھے حضور رحمہ اللہ کے سفر یورپ اور امریکہ و افریقہ کے وقت حضورؒ کے خدام کے طور پر حضورؒ کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔ انہوں نے حضورؒ کے سفر کے آغاز میں ہی مجھے ایک بات ایسی کہی جس کے نتیجہ میں مَیں اُن کے اور وہ میرے زیادہ سے زیادہ قریب ہوتے چلے گئے۔ انہوں نے کہا ’’دہلوی صاحب مَیں انگریزی بالکل نہیں جانتا اردو کی تعلیم بھی واجبی سی ہے میں پہلی دفعہ ملک سے باہر جا رہا ہوں اور وہ بھی حضورؒ ایسی عظیم المرتبت ہستی کے ساتھ۔ ہر ملک کے طور طریق اور آداب کے مطابق فرائض سرانجام دینے اور لوگوں سے ملنے ملانے اور اپنی حیثیت کے مطابق ان کے ساتھ پیش آنے میں آپ ہی میری مدد کر

یں گے اس لیے میرا خاص خیال رکھیں اور قدم قدم پر میری راہنمائی کرتے رہیں ۔ جہاں بھی ممکن ہوا میں آپ ہی کیساتھ ٹھہرا کروں گا'' چنانچہ لندن مشن میں وہ اور میں ایک ہی کمرے میں ٹھہرے ۔دوسرے ملکوں میں بھی ان کی کوشش ہوتی کہ زیادہ سے زیادہ میرے قریب رہیں اس طرح میرے اوران کے درمیان قربت بڑھتی گئی ۔ مجھے انہیں بہت ہی قریب سے دیکھنے اوران کے دل میں جھانک کران کی شخصیت اور کردار کو جانچنے کا خوب خوب موقع ملا اور میں ان کے اوصاف کا گرویدہ ہوتا چلا گیا۔

اس میں شک نہیں انتہائی ذمہ داری فرض شناسی اور پوری مستعدی اور چوکسی سے ڈیوٹی دینے اور فجر کے وقت سے لیکر رات گئے تک مسلسل جاری رہنے والی ڈیوٹی میں تھکنے کا نام نہ لینے کا وصف ان میں بدرجہ اَتم پایا جاتا تھا لیکن اس سے بھی بڑھ کر میں ان میں جس بات سے بیحد متاثر ہوا وہ اخلاص و وفا کا جذبہ بے پناہ تھا ۔ جو ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ۔ میرے نزدیک ان کے گرانڈیل ،تندرست وتوانا اور مضبوط جسم میں سر سے پاؤں تک سموئے ہوئے اس جذبہ کا نام ناصر احمد خان بہادر شیر تھا ۔ ان کا تعلق ضلع ہوشیار پور کے ایک نہایت مخلص راجپوت گھرانے سے تھا ۔وہ محمد علی خانصاحب شاہی آف کاٹھ گڑھ کے اکلوتے فرزند تھے ۔اگر چہ وہ زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکے تھے لیکن جماعتی غیرت اور اخلاص میں دوسروں سے پیچھے نہ تھے ۔ جو بھی جماعتی کام ان کے سپرد ہوتا اخلاص سے سرانجام دیتے ۔ان کی وفات پر ان کے پھوپھی زاد بھائی مکرم عبدالحکیم خانصاحب نے بتایا کہ مرحوم شروع ہی سے بہت مخلص تھے ۔ ربوہ میں آنے سے قبل وہ کئی سال تک چک 2T.D.A کی مقامی جماعت میں سیکرٹری مال کے فرائض بہت اخلاص اور سرگرمی سے انجام دیتے رہے۔

ربوہ آ کر تو ان کی گویا کایا ہی پلٹ گئی تھی ۔ وہ سراپا اخلاص اور مجسم ایثار نظر آتے تھے ۔ ڈیوٹی سے خواہ کتنی ہی تھکا دینے والی ہو وہ قطعاً نہ گھبراتے وہ مجھ سے اکثر کہا کرتے کہ میں

اپنے دیہاتی ماحول اور انتہائی سادہ اور بے فکر طبیعت کی وجہ سے ذمہ داری کا پورا احساس نہ کرنے والا ایک آزاد منش انسان تھا۔صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی سابق افسر حفاظت نے مجھے خلیفہ وقت کے عملہ حفاظت میں شامل کرا کے مجھ پر بے حد احسان کیا۔خلیفہ وقت کی چوکھٹ پر اور قدموں میں آ کر میری دنیا ہی بدل گئی۔میرے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفقتوں سے اس قدر نوازا کہ میرا رواں رواں ہمیشہ زیر بار احسان رہے گا۔جب حضورؒ کے پیار اور شفقتوں کا ذکر کرتے تو بے اختیار آبدیدہ ہو جاتے اور کہتے کہ یہ سلسلہ احمدیہ اور خلافت حقہ کے ساتھ وابستگی کی برکت ہے کہ مجھ جیسا ناکارہ انسان اپنی نالائقی اور بے مائیگی کے باوجود اس رُتبہ کو پہنچا ہوا ہے۔شکر گزاری کا مادہ اس قدر تھا کہ شروع ہی سے یہ عزم کر رکھا تھا کہ دونوں بیٹوں کی زندگیاں خدمتِ دین کیلئے وقف کر کے انہیں دینی تعلیم دلاؤں گا۔چنانچہ دونوں بیٹوں عزیز طاہر احمد اور عزیز احمد ناصر شیر نے اپنے والد کے اس پاک جذبہ اور خواہش کے احترام میں میٹرک پاس کرنے کے بعد زندگی وقف کی اور جامعہ احمدیہ میں حصولِ تعلیم کیلئے داخلہ لیا۔دونوں ہی بحمد اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ میں زیر تعلیم ہیں۔

ان کے صدق وصفا اور اخلاص و وفا کے ایک واقعہ نے مجھے بے حد متاثر کیا۔میں جب بھی اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں اس سے بے حد روحانی حظ اُٹھاتا ہوں اور ان کی بلندی درجات کے لئے دعاؤں میں محو ہو جاتا ہوں۔یہ واقعہ 1980 کے سفرِ افریقہ کے دوران گھانا میں پیش آیا۔جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ 24اگست 1980 کو نائیجیریا کے دارالحکومت لیگوس سے بذریعہ ہوائی جہاز گھانا کے دارالحکومت اکرا پہنچے تو فضائی مستقر پر مشتاقانِ دید اور استقبال کرنیوالوں کا ازدہام اور ان کے جوش وخروش کی کیفیت اور مسرت وشادمانی کے متلاطم نظارہ سے بہادر شیر مرحوم بے حد متاثر ہوئے۔خود ان کی اپنی خوشی کا عالم کچھ کم قابلِ دید نہ تھا۔گھانا کے صدر مملکت کے اصرار پر سٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں حضور کا قیام، بلاتفریق وامتیاز اہل گھانا کا سڑکوں کے دونوں

جانب بہت بڑی تعداد میں جمع ہو کر اور خوشی کے نعرے لگا لگا کر اور بے اختیار ہاتھ ہلا ہلا کر حضور کا خوش آمدید کہنا ،اکرا، کوکوفو،صوکورے ،سویڈرو اور کماسی کے عظیم الشان اجتماعات میں علاقائی چیفس اور پیراماؤنٹ چیفس کا شاہانہ ترک و احتشام کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہونا اور استقبالیہ ایڈریس پیش کرنا ،ہسپتالوں اور سکولوں کے قیام پر اپنے جذباتِ تشکر کا اظہار کرنا اور نئے ہسپتالوں اور سکولوں کے قیام کی درخواستیں پیش کرنا پھر مختلف علاقوں میں عالیشان مساجد،ہسپتالوں اور سکولوں کے معائنوں کے دوران علاقہ کی تمام آبادی کی طرف سے والہانہ استقبال ہونا اور علی الخصوص کماسی میں احمدیہ مشن ہاؤس کے سامنے ہزاروں ہزار مشتاقانِ دید کے جمع ہو جانے کی وجہ سے سڑکوں پر ٹریفک کا جام ہو جانا اور پُر جوش نعروں کے دوران ہزاروں کے مجمع کے پُر زور اصرار پر حضور کا بار بار بالکونی میں تشریف لا کر اور ہاتھ ہلا ہلا کر ان کے نعروں کا جواب دینا اور مجمع کا عجیب وارفتگی کے عالم میں اُچھل اُچھل کر خوشی کا اظہار کرنا اور سچ یہ ہے کہ ان ایام میں پورے ملک میں جشن کا سماں نظر آنا۔ یہ سب نظارے ایسے دلکش اور اثر انگیز تھے کہ انہوں نے برادرم بہادر شیر مرحوم کو از خود رفتہ بنا دیا۔انہوں نے ایسے عجیب وغریب اور والہانہ انداز میں مجھ سے اپنے دلی تاثر کا اظہار کیا کہ اس تاثر کے بے ساختہ اظہار نے مجھے خود ایک اور ہی عالم میں پہنچا دیا۔دورہ گھانا کے اختتام پر انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا ''مسعود صاحب !اب مزید جینے کی تمنا نہیں رہی'' میں نے متعجب ہو کر ان کی طرف دیکھا تو بولے ''لوگوں سے گالیاں سُن سُن کر دعائیں دینے میں عمر گذر رہی تھی ۔میں دعا کیا کرتا تھا مولیٰ تیرے وعدے برحق ہیں وہ ضرور پورے ہوں گے حقیقی اسلام کو دنیا میں غلبہ ضرور ملے گا۔لیکن میرے مولیٰ! مجھے میری زندگی میں یہ غلبہ دیکھنا نصیب کر۔قربان جاؤ اپنے مولیٰ کے اس نے گھانا میں مجھے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا غلبہ دکھا کر میری تمنا پوری کر دی۔اب مزید جینے کی خواہش نہیں ۔جب چاہے مولیٰ مجھے اپنے پاس بلا لے میں اس کے حضور حاضر ہونے کو ہر دم تیار ہوں میں تو سمجھتا تھا کہ حق پر ڈٹے رہنے کی پاداش میں زمانہ سے

گالیاں سنتے سنتے میں اس جہان سے رُخصت ہو جاؤں گا لیکن خدا نے تو مجھے میری زندگی میں رجوع خلائق کا نظارہ دکھا دیا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارے دیکھ لئے کہ گھانا کی پوری آبادی حضور کے انتظار میں دیدہ و دل فرشِ راہ کئے ہوئے حضور کو دعائیں دے رہی ہے۔ جس طرف بھی حضور کا گذر ہوتا ہے مرد عورتیں اور بچے حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے اُمڈے چلے آتے ہیں اور عجیب والہانہ انداز میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ رجوع خلائق کے ان پُر کیف نظاروں پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔''

اس کے بعد بہادر شیر مرحوم ڈھائی سال اور زندہ رہے اور یکدم داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ جو کہا تھا انہوں نے خدائی تقدیر نے ثابت کر دکھایا اس کا ایک ایک لفظ صداقت پر مبنی تھا۔ صادق القول کے امتحان میں پورا اُترا اور اپنے صدق وصفا اور اخلاص ووفا کی زندہ جاوید یادگار اپنے پیچھے چھوڑ گیا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے 1982ء کے تاریخ ساز دورہ یورپ میں بھی وہ حضور ایدہ اللہ کے ہمراہ تھے۔ اس سفر کے دوران جب میں نے انہیں 1980ء کے دورہ گھانا کا ذکر کر کے ان کا بے لاگ تاریاد دلایا تو کہنے لگے یہ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے خلافت رابعہ کا بابرکت دور بھی دیکھنا نصیب کیا اس دور کی ابتدا ہی سپین میں مسجد بشارت کے افتتاح سے ہوئی ہے۔ خدا تعالیٰ اس دور میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو عظیم الشان فتوحات عطا کرے گا اور اسلام چار وانگ عالم میں پھیلتا چلا جائے گا۔ دیکھنے والے دیکھیں گے اور خوش ہوں گے۔ میری تمنا تو میرے مولیٰ نے 1980ء کے دورہ افریقہ کے وقت گھانا میں پوری کر دی تھی۔ اگر میں ابھی تک زندہ ہوں تو یہ میرے مولیٰ کا کرم ہے۔ وہ چاہے گا تو مجھے بھی فتوحاتِ عظیمہ کے نظارے دکھا دے گا اور اگر اُسکی مرضی یہ ہو کہ اپنے پاس بلالے تو بلانے والا سب سے پیارا ہے اور یہ دل اسی پہ جان فدا کرنے کو ہر دم تیار ہے۔

صدق وصفا اور اخلاص و وفا کا یہ پُتلا ،خلافت احمدیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ مخلص وفدائی خادم 22 مارچ 1983ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور جا حاضر ہوا اور جو اُس نے زبان سے کہا تھا اسے عمل سے پورا کر دکھایا یعنی یہ کہ

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اللہ تعالیٰ اُس کے حضور حاضر ہونے والے اس خادمِ وفا شعار کے صدق وصفا اور اخلاص و وفا کا بہترین اجر عطا فرمائے اور اعلیٰ علیّین میں اسے خاص مقامِ قرب سے نوازے اور اس کے دونوں واقفین زندگی فرزندوں ،بیٹیوں اور اہلیہ محترمہ نیز دیگر عزیزوں کو صبر جمیل کی توفیق عطا کر کے دین و دنیا میں ان کا حافظ و ناصر اور کفیل ہو۔صدق وصفا اور اخلاص و وفا کی جو رخشندہ مثال جانیوالے نے قائم کی اللہ تعالیٰ اس کے شاندار نمونے اپنی زندگیوں میں پیش کرنے کی پسماندگان کو بھی توفیق بخشے اور انہیں اپنے غیر معمولی فضلوں ،رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔آمین

(الفضل ربوہ 14 جون 1984)

محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ

بیوہ محترم ناصر احمد بہادر شیر مرحوم سابق افسر حفاظت خاص

رانا عبدالرزاق خاں لندن

محترم ناصر احمد بہادر شیر مرحوم سابق افسر حفاظت خاص کی بیوہ محترمہ بسم اللہ بیگم بنت چوہدری مظہر الحق خاں کاٹھگڑھی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ 14 جون جرمنی کوبلینز Koblenz جرمنی میں بعمر بانوے سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

(آپ کے والد حضرت چوہدری مظہر الحق خاں کاٹھگڑھی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اہل کاٹھگڑھ کے ساتھ 1903 میں بیعت کی تھی۔ آپ نے قادیان میں مدرسہ تعلیم الاسلام میں بھی کام کیا تھا۔ اُن ایام میں حضرت صوفی غلام محمد صاحبؓ ہوسٹل کے انچارج تھے۔)

محترمہ بسم اللہ صاحبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ کی شادی 1947 میں ناصر احمد بہادر شیر مرحوم سے انڈیا ہی میں ہوگئی تھی۔

مرحومہ 2005 سے اپنی بیٹی محترمہ امت الشکور صاحبہ زوجہ رانا مبارک احمد خاں کوبلینز جرمنی کے پاس مقیم تھیں۔

مرحومہ موصیہ تھیں۔ پابند صوم صلوٰۃ، ایک پارسا خاتون تھیں۔ آپ کو خلافت ثالثہ میں خلیفہ وقت کی خدمت کی بھی توفیق ملی۔ اُن کی فرمائش پر گھر سے پتھر کی چکی پر خود آٹا پیس کر چپاتی بنانا، ساگ پکا کر بھیجنا، دودھ دہی اور اس میں سے مکھن بلو کر، بھیجنا، نیز بعض اوقات خلیفہ وقت کی پگڑی کو دھونا اور اسے مائع لگانے کی بھی توفیق ملی۔ حضور کے حکم پر کئی چھوٹے چھوٹے کام کرنے کی بھی توفیق ملی۔ مقامی جماعت دارالصدر ربوہ میں کئی عہدوں پر خدمت کی توفیق بھی پائی۔ بیوگی

کے اڑتیس سال آپ نے بہت ہی صبر وشکر میں گزارے بچوں کی تربیت میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی

اولاد

مرحومہ کے دو بیٹے مکرم محمود احمد صاحب امیر و مشنری انچارج فی جی آئی لینڈ۔ دوسرے بیٹے رانا طاہر احمد خاں کارکن جامعہ احمدیہ یوکے۔ پانچ بیٹیاں محترمہ پروین اختر صاحبہ زوجہ رانا عبدالرزاق خاں لندن۔ 2۔محترمہ شاہین اختر صاحبہ، زوجہ محترم بشیر احمد خان آف سویڈن۔ 3۔ محترمہ بشریٰ نسرین صاحبہ زوجہ رانا سعادت احمد خاں رُوڈیز ہائم جرمنی۔ 4۔محترمہ امت الشکور صاحبہ زوجہ رانا مبارک احمد خاں کوبلینز جرمنی۔ 5۔ امت الصبور حولہ زوجہ رانا عامر غفار لندن ہیں۔آپ سولہ سال سے کوبلینز اپنی بیٹی کے پاس مقیم تھیں۔آپ کا ایک نواسہ مکرم بسالت احمد صاحب مربی سلسلہ جرمنی ہیں ایک پوتا مکرم ماہر احمد جامعہ احمدیہ کنیڈا میں درجہ خامسہ میں زیر تعلیم ہے۔

تدفین

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت مرحومہ کو بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین کی اجازت عنایت فرمادی تھی۔مرحومہ کا جنازہ بروز جمعہ مورخہ 18 جون کو کوبلینز کی مسجد کے احاطہ میں دوصد سے زائد احباب نے پڑھا۔پھر جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔جنازے کے ساتھ اُن کے داماد رانا مبارک احمد کاٹھگڑھی اور کی بیوی گئے تھے۔مورخہ 21 جون کو احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی محترم خالد احمد شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہونے پر محترم مفتی مولانا مبشر احمد کاہلوں نے دعا کرائی ۔کافی تعداد میں عزیز و اقارب اور دیگر احباب نے شرکت کی۔اللہ تعالیٰ کے مرحومہ کے درجات بلند کرے اور جملہ وارثان کو صبر جمیل عطا کرے۔آمین۔

مرحومہ بہت ہی ملنسار، ہمدرد، سگھڑ، مہمان نواز، پابند نماز و روزہ، تہجد گزار اور ایک پارسا

خاتون تھیں۔مرحومہ نے ساری زندگی ،جماعت کی خدمت کو اپنا نصب العین بنائے رکھا۔خاوند کی اطاعت کو بھی اور خدمت انسانیت کو بھی مقدم رکھا۔بہادر شیر مرحوم کا گھر رشتے داروں کے آنے جانے کا سنٹر بنا رہتا۔مرحومہ کے ماتھے پر کبھی بھی کوئی شکن نہ آتی۔ہر آنے والے کو خوشی سے پیش آتیں اور اس کے قیام وطعام کا پورا خیال رکھتیں۔اپنی بچیوں کو خدمت دین کی تربیت دی نیز ان کو پڑھایا اور امور خانہ داری میں بھی مکمل تربیت دی۔محلے کے بچے بچیوں کو قرآن بھی پڑھایا۔نیز نظام جماعت سے جڑے رہنے کا ہمیشہ درس دیا۔خود ساری زندگی خلافت سے محبت کو اپنا شعار بنائے رکھا اور ہم سب کو اطاعت خلافت کا درس دیا۔خاندان کی بیگمات کی طرف سے کوئی بھی کام آتا تو اسے مکمل کرنے میں فخر سمجھتیں۔اور اس کام کو پہلی فرصت میں سرانجام دیتیں۔ہر عمر کے افراد یا عزیزوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو یکسر نظر انداز کر دیتیں۔ہم نے ساری زندگی میں انہیں کسی سے ناراض نہیں دیکھا۔کسی کی کوئی بھی غلطی پر اسے مثبت طریقے سے سمجھا دیتیں۔کسی بھی نقصان پر افسوس نہ کرتی۔کہتیں یہ تقدیر الٰہی تھی۔صبر کرو۔خدا تعالیٰ اور دے دے گا ۔ہر وقت سب کو صبر وقناعت اور خدمت واطاعت کا درس دیتیں۔25 جون 2021 کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد مبارک ٹلفورڈ کے خطبہ جمعہ میں محترمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ بیوہ محترم ناصر احمد بہادر شیر مرحوم سابق افسر حفاظت خاص کا ذکر فرمایا اور نماز جنازہ غائب بھی پڑھایا؛۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں بسم اللہ بیگم صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا کہ

''اگلا ذکر مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد خان صاحب بہادر شیر سابق افسر حفاظت خاص کا ہے جن کی جرمنی میں 14/ جون کو 84 سال کی عمر میں وفات ہوئی ہے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ان کے خاندان میں احمدیت ان کے والد حضرت چودھری مظہر الحق خان صاحب کاٹھگڑھی کے ذریعہ آئی تھی۔قادیان کے بورڈنگ سکول میں بھی انہیں کام کرنے کی سعادت

نصیب ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انہیں اپنا ایک کرتہ بطور تبرک عنایت فرمایا تھا۔ان کی پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ان کے ایک بیٹے محمود احمد صاحب مربی سلسلہ اور مشنری انچارج ہیں۔فجی میں امیر جماعت بھی ہیں۔محمود احمد صاحب جو ہمارے مبلغ ہیں یہ لکھتے ہیں کہ والد محترم کی وفات کے بعد زمینوں سے جو بھی رقم آتی تھی سب سے پہلے اس میں سے چندہ ادا کرتی تھیں۔والد صاحب کی پینشن کی رقم جمع کرتیں اور کسی استعمال میں نہ لگاتیں۔ان پیسوں سے طاہر آباد جنوبی میں مسجد بنوائی۔انہوں نے ہمیں ہمیشہ یہی نصیحت کی کہ خلافت کے دامن کو پکڑے رکھنا۔پھر لکھتے ہیں کہ والد صاحب کی وفات کے بعد ہم سب کو ماں اور باپ دونوں کی محبت دی اور کبھی بھی ہمیں والد کی کمی کا احساس نہ ہونے دیا۔اس وقت مَیں جامعہ احمدیہ کے پہلے سال میں تھا۔مجھے اکثر کہا کرتی تھیں کہ تم دین کے سپاہی ہو۔تم نے دین کی خاطر وقف کیا ہے۔جہاں خلیفہ وقت کھڑا کر دے وہیں کھڑے ہو جانا اور آخر تک اسی بات کو دہراتی رہیں۔لکھتے ہیں کہ ابتدا میں ہمارے گاؤں سے صرف والد صاحب ہی ربوہ آ کر آباد ہوئے اس لیے ہمارے تمام عزیز و اقارب اکثر گاؤں سے ربوہ آتے رہتے تھے۔ان کے قیام و طعام کا بڑی خندہ پیشانی سے انتظام کیا کرتیں اور سفید پوشی کے ساتھ اپنی ہمت سے بڑھ کر مہمان نوازی کرتی تھیں۔ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھنا آپ کو بخوبی آتا تھا۔میرے کلاس فیلوز کو بھی ہمیشہ اپنے بچوں کی طرح سمجھا۔اکثر کہتیں کہ جو ہوسٹل میں رہنے والے بچے ہیں، جو باہر کے ملکوں سے آئے ہوئے ہیں ان کو گھر لے آیا کرو تا کہ ان کا جامعہ میں دل لگا رہے۔کہتے ہیں والدہ محترمہ کی شفقت اکثر جامعہ کے طلبہ کو ملتی رہی جس کے کئی مربیان گواہ ہیں۔ماں کی اس شفقت میں پاکستان کے علاوہ انڈونیشیا اور افریقن ممالک کے طلبہ بھی شامل ہیں۔کہتے ہیں کہ ان کے پاس جتنے پیسے ہوتے وہ بانٹ دیتی تھیں یا چندہ میں دے دیتی تھیں مگر کسی میں ہمت نہ تھی کہ ان سے کہہ سکے کہ کچھ اپنے پاس بھی رکھیں۔مربی صاحب ان کے جنازے میں میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے جیسا کہ بتایا فجی میں مشنری انچارج اور امیر ہیں،

شریک نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی صبر اور سکون عطا فرمائے اور ان کی باقی اولاد کو بھی صبر عطا فرمائے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(بحوالہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 25؍جون 2021ء)



بہادر شیر کاٹھگڑھی کی حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع
رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک یادگاری تصویر



رانا عبدالرزاق خان صاحب کے آباؤ اجداد، راجپوت خاندان از
کاٹھگڑھ پنجاب انڈیا سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ عرصہ بیس سال
سے لندن میں ادب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ ایڈیٹر ماہنامہ
قندیل ادب، کالم نگار، شاعر و ادیب، مقرر، مصنف اور صحافی ہیں۔
آپ کی پانچ کتب قندیل علم، قندیل حق، دانشکدہ عظیم، سپوت ایشیا
اور تاریخ احمدیت کاٹھگڑھ اس سے قبل شائع ہو کر مقبول عام ہو چکی
ہیں۔ زیر نظر کتاب سوانح بہادر شیر کاٹھگڑھی بھی انہی کا مرتب کردہ
ایک شاہکار ہے جس میں حضرت مصلح موعودؓ کے محافظ خاص بہادر شیر
کاٹھگڑھی کی خدمات کا خصوصی تذکرہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی
خدمات کو قبول فرمائے اور آپ کی نسلوں کو بھی خلافت اور احمدیت
کے ساتھ وابستہ رکھے۔ (ادارہ قندیل ادب)

LIFE HISTORY
BAHADUR SHER KATHGARHI

Rana Abdul Razzaq Khan